

# رمضان المبارک

## تاریخِ اسلام کے آئینے میں

علامہ غلام مصطفٰے مجددی ایم۔اے

مکتبہ جمالِ کرم لاہور

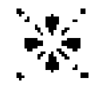


# رمضان المبارک
# تاریخِ اسلام کے آئینے میں

مُصنّف
علامہ غُلام مُصطفٰے مُجدّدی ایم۔اے

ناشر:۔
مکتبۂ جمالِ کرم
دکان نمبر ۹۔ سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

بنگاہِ رحمت



حضور امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | رمضان المبارک تاریخ اسلام کے آئینے میں |
| مولف | : | غلام مصطفےٰ مجددی ایم۔اے |
| تعداد | : | 1100 |
| ہدیہ | : | 60 روپے |
| اشاعت | | جنوری 2002ء |
| زیر اہتمام | : | ایم احسان الحق صدیقی |
| ناشر | : | مکتبہ جمالِ کرم |


ملنے کے پتے


۱۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

۲۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال پلازہ اردو بازار کراچی

۳۔ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

۴۔ احمد بک کارپوریشن عالم پلازہ کمیٹی چوک راولپنڈی

۵۔ مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الانتساب

رمضان المبارک کی کیف انگیز رونقوں کے نام

جو ہر سال

وحدت و یگانگت، اخوت و مساوات

ہمدردی او غمگساری کے جذبے لے کر نمودار

ہوتی ہیں

اور جن کے پہلو میں

تاریخ اسلام کے

لازوال لمحے چھپے ہوئے ہیں

# رمضان المبارک

خدائے پاک کا احسان رمضان المبارک ہے
شہ لولاک کا فیضان رمضان المبارک ہے
یہ رحمت، مغفرت، دوزخ سے آزادی کا پروانہ
مبارک حاصل قرآن، رمضان المبارک ہے
بہار عشق نے پایا ہے اس کا ایک ایک گوشہ
نگار حسن کی برہان رمضان المبارک ہے
علمدار اخوت، پاسبان دل اسے کہیے
سراسر دین اور ایمان رمضان المبارک ہے
سرور و ساز کی دنیا، نیاز و ناز کا عالم
کوئی جانے کہ سب کی جان رمضان المبارک ہے
تعالی اللہ کیا دن رات جلووں میں نہاں دیکھے
جمال بندگی کی شان رمضان المبارک ہے
سروں میں سجدہ ریزی کے لئے بے تاب جذبے ہیں
دلوں میں زندگی کی تان رمضان المبارک ہے
یہ سر چشمہ اطاعت کا، یہ میخانہ محبت کا
عبادت کی انوکھی آن رمضان المبارک ہے
غلام زار کو بخشے گا مولاسایہ رأفت
مری امید کی پہچان رمضان المبارک ہے



# آئینہ رمضان

# حرف آغاز

سر افگند یم بسم اللہ مجریھا و مرسھا

حضرات گرامی ! رمضان المبارک ہمارے نظام عبادت کا ایک اہم رکن ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری تابناک تاریخ کا روشن دریچہ بھی ہے زیر نظر کتاب میں اس ماہ نور کے ان دونوں گوشوں کو پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ کتاب زاہدان باصفا کے لئے بھی مفید ہو اور واعظان باوفا کے لئے بھی نوید ہو اس ماہ نور کے آئینے میں تاریخ کے لازوال لمحے امر ہو گئے ہیں بے مثال جذبے سمٹ آئے ہیں ایک طرف جمال فاقہ مستی ہے دوسری طرف کمال معرکہ آرائی ہے، ایک طرف ذوق عبادت ہے، دوسری طرف شوق شہادت ہے، ایک طرف فلسفہ رمضان ہے دوسری طرف ولولہ ایمان ہے، ہمارے اسلاف نے کس جانفشانی سے ان دونوں گوشوں کی آبرو کو سہارا دیا اور ان کی تجلیوں سے اپنے اخلاف کے دل منور کیے۔

اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت "مکتبہ جمال کرم" لاہور نے حاصل کی ہے، مکتبہ جمال کرم لاہور، ضیاالامت حضور پیر محمد کرم شاہ الازہری قدس سرہ القوی کی تعلیمات کی یادگار ہے اور علمی و فکری میدان میں سرگرم عمل ہے۔ بہت تھوڑے عرصے میں اس ادارے نے بہت دیدہ زیب رسالے اور نہایت عمدہ کتابیں عام کی ہیں اور اہل سنت کے اداروں میں خاص مقام حاصل کیا ہے مکتبہ کے ناظم اعلیٰ جناب محمد احسان الحق صدیقی صاحب بہت متحرک اور فعال آدمی ہیں، مولا کریم ان پر اور تمام احباب اہل سنت پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے اور اس خزاں رسیدہ دور میں سب کی آرزوؤں کو بہار آشنا کرے، آمین بحرمۃ سید الاولین والآخرین۔

(غلام مصطفیٰ مجددی، ایم اے)

باب ۱

# استقبال رمضان

۲ھ میں رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے لہٰذا روزہ ارکان اسلام میں سے چوتھا رکن ہے اس باب میں رمضان المبارک کے فضائل و خصائص ارشادات نبویہ کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں تاکہ اہل اسلام اس ماہ نور کی سعادتوں سے محروم نہ رہیں اسے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک تصور کریں۔

# استقبال رمضان

تمام مہینوں کا سردار مہینہ رمضان المبارک اپنے اندر بے شمار فضائل و خصائص لے کر عالم آب و گل میں جلوہ انداز ہوتا ہے آیئے حضور پر نور ﷺ کے ارشادات مبارکہ کی روشنی میں اس کے مختلف گوشوں کا مطالعہ کریں۔

## خطبہ رمضان المبارک

حضرت سلیمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن ہم میں وعظ فرمایا تو فرمایا:

یاأَیُّھا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ ........

اے لوگو! تم پر عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے یہ مہینہ برکت والا ہے جس کی ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے وہ یہ مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کیے اور جس کی رات کا قیام نفل بنایا جو اس ماہ میں نفلی بھلائی سے قرب ہی حاصل کرے تو گویا اس نے دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا اور جو اس میں ایک فرض ادا کرے تو ایسا ہے جیسے اس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا ئے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے یہ غربائی غم خواری کا مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی بخشش اس کی گردن کی آزادی آگ سے ہوگی اور اسے روزہ دار کا سا ثواب ملے گا اس کے بغیر کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص وہ نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ یہ ثواب اسے بھی دے گا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا کھجور یا گھونٹ بھر پانی سے افطار کرائے اور جو

روزہ دار کو سیر کرے اللہ اسے میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا کہ کبھی وہ پیاسا نہ ہو گا حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت اوسط بخشش اور آخر آگ سے آزادی (کا موجب) ہے اور جو اس مہینے میں اپنے غلام سے تخفیف کرے تو اللہ اسے بخش دے گا اور آگ سے آزاد فرمادے گا۔ (مشکوۃ جلد ا ص ۴۳۲)

## ابواب جنت کھل گئے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، ایک روایت ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں ایک روایت ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام باب الریان ہے اس دروازے سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا، اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی چاہنے والے، آ، اور برائی چاہنے والے باز آ، اور اللہ کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کیے جاتے ہیں یہ ہر رات ہوتا ہے۔ (ترمذی)

## سابقہ گناہوں سے نجات

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو ایمان واخلاص کے ساتھ رمضان میں قیام کرے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو ایمان واخلاص کے ساتھ شب قدر کو قیام کرے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں" (بخاری و مسلم)

## روزہ میرے لئے ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انسان کی ساری نیکیاں دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھائی جائیں گی رب تعالیٰ فرماتا ہے سوائے روزہ کے فَاِنَّهُ لِي وَاَنَا اَجْزِيْ بِه، وہ میرے لئے ہے اور اس کا ثواب بھی میں ہی دوں گا وہ میرے لئے اپنی شہوت اور طعام ترک کرتا ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملتے وقت روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بہتر ہے اور روزہ ڈھال ہے، اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ بری بات کہے نہ شور مچائے، اگر کوئی اس سے گالی گلوچ جنگ کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری و مسلم)

## رمضان اور قرآن کی شفاعت

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا یااللہ میں نے اسے طعام و شہوت سے روکا (اور یہ رک گیا) لہٰذا اس

کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات میں سونے سے روکا لہٰذا اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما، پس دونوں کی شفاعت قبول ہوگی۔ (شعب الایمان، مشکوٰۃ: جلد اص ۴۳۲)

## خوشگوار ہوا چلتی ہے

حضرت عبداللہ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے آنکھ والی حوروں پر خوشگوار ہوا چلتی ہے تو حوریں عرض کرتی ہیں۔ یا رب! اپنے بندوں کو ہمارا خاوند بنا، ان سے ہماری آنکھیں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(شعب الایمان مشکوٰۃ: جلد ا، ص ۴۳۲)

## شب قدر کی شان

شب قدر رمضان المبارک کی جان ہے اس مبارک رات کو قرآن پاک نازل ہوا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

"بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) قدر والی رات میں نازل فرمایا تم کیا جانو کہ قدر والی رات کیا ہے، قدر والی رات ہزار مہینے (کی عبادت سے) بھی افضل ہے، فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں اس میں ان کے رب کی طرف سے ہر امر میں سلامتی ہے یہ فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔ (سورۃ القدر)

دیکھئے قرآن پاک کی نسبت و برکت نے اس رات کو تمام راتوں بلکہ ہزار مہینوں سے افضل و بہتر بنا دیا ہے یہ رات امت مسلمہ کے لئے بہت بڑا انعام ہے جس کے روپہلے سموں میں مغفرت ورحمت کے خزانے تقسیم ہوتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ مہینہ تمہارے پاس آیا اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس رات سے محروم رہا وہ ساری خیر سے محروم رہا اور ساری خیر سے پورا بد نصیب ہی محروم رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رمضان آ گیا، جو برکت والا مہینہ ہے، اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کیئے، اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور اس میں مردود شیاطین کو قید کیا جاتا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

جو اس رات کی خیر سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا۔ (مسند احمد)

یاد رہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ کے نزدیک ستائیسویں رات شب قدر ہے وہ اس پر قسم بھی کھایا کرتے تھے یہی امام اعظمؒ کا موقف ہے۔

## آخری رات کی شان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کی مغفرت رمضان کی آخری رات میں ہوتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ شب قدر ہے، فرمایا، نہیں، لیکن مزدور کو اس وقت مزدوری ملتی ہے جب وہ اپنا کام ختم کر لیتا ہے۔ (مسند احمد)

## رمضان کا فلسفہ

حضرات گرامی رمضان المبارک کی فرضیت کے پیچھے اسلام کا فلسفہ حیات کارفرما ہے روزے کیوں فرض ہوئے آیئے اس کا جائزہ لیں۔

- روزے اس لئے فرض ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مقام تقویٰ پر فائز

کرنا چاہتا ہے اور یہی مقام انسانیت کی معراج ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے لعلکم تتقون، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

- ہم امت محمدیہ ہیں یہ امت تمام امتوں کی سردار ہے اس لئے اس امت کو بھی وہ احکام تفویض کیے گئے جن کی بدولت پہلی امتوں کو روحانی عروج نصیب ہوا تھا ان میں روزہ اہم رکن ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم، تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے۔

- اسلام کے نظام عبادت کے ہر رکن میں اجتماعیت کا عنصر پوشیدہ ہے نماز کو لیجئے، حج کو لیجئے، کیسی اجتماعیت ہے، کیسی مساوات ہے، کیسی یگانگت ہے، روزہ بھی ان ثمرات سے لبریز ہے، کہ سب دنیا کے مسلمان ایک مہینے میں، ایک خدائی رضا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے لئے دن بھر بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہیں، یہ اجتماعیت مساوات، یگانگت کے فروغ کا حسین ذریعہ ہے۔

- روزہ سے تزکیہ قلب، تصفیہ نفس اور زندگی کا نظم و ضبط اور نگاہ کی طہارت مقصود ہے۔

- روزہ مسلمان کے اندر عشق حقیقی کا جذبہ بیدار کرتا ہے کہ بندہ اپنے مولا کے لئے اپنی ہر آرزو کو قربان کر دیتا ہے عاشق کا اپنا کوئی پروگرام نہیں ہوتا، وہ تو محبوب کے اشارے کا منتظر رہتا ہے، وہ کہتا ہے کھانا چھوڑ دے، پینا چھوڑ دے، وطن چھوڑ دے، خاندان چھوڑ دے بلکہ اپنے آپ کو چھوڑ دے، وہ سب کچھ چھوڑ دیتا ہے سب کچھ چھوڑنے کا اجر کیا ہے، جس کی خاطر سب کو چھوڑا ہے، وہ اسے اپنا لیتا ہے اور یہی محبت کا عروج ہے ایک روایت ایسے بھی

ہے کہ اللہ فرماتا ہے، "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں، گویا روزہ وصل محبوب کا پیش خیمہ ہے۔

- روزہ سے ہمدردی، غمگساری پیدا ہوتی ہے درد دل کی دولت نصیب ہوتی ہے، بندہ، بندوں کے حقوق اور اپنے فرائض کا عرفان حاصل کرتا ہے اور انسانی معاشرے کی ہزاروں اقدار کی حرمت محفوظ ہو جاتی ہے۔

- روزہ انسان کو اخلاق رذیلہ سے بچاتا ہے، یہ ڈھال ہے، ڈھال کا کام ہے بچانا، شیطان کا حملہ ہو یا نفس کا، اس کے آگے ہر حملہ ناکام ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جس نے جھوٹی بات نہ چھوڑی اور اس پر عمل نہ چھوڑا تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑے، گویا روزہ کا تقاضا ہے کہ آدمی برے کاموں سے عملی توبہ کرے نیز حدیث پاک ہے کچھ روزہ دار ہیں جن کو روزہ سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ بھی نہیں دیتا، اس حدیث سے بھی انسان کو روزے کے مقاصد کا بخوبی علم حاصل ہو جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ اس سے کیا چاہتے ہیں۔

- تمام حکماء اور اطباء اس پر متفق ہیں کہ کم کھانا انسانی صحت کے لئے بہت اہم ہے، بسیار خوری انسان کو موذی امراض میں مبتلا کر دیتی ہے روزہ انسان کو صحت و تندرستی کی دولتیں عطا کرنے آتا ہے۔

- روزہ صبر و حلم کی تعلیم دیتا ہے، انسان کے غصے کو ختم کر کے اسے برداشت فروتنی، انکساری اور منکسر المزاجی کی صفات سے مزین کرتا ہے روزہ رکھنے والا دوسروں سے ممتاز ہونا چاہیے۔

- اسلام کا یہ خصوصی وصف ہے کہ وہ ایک حکم کا نعم البدل بھی بیان کرتا ہے

مثلاً جس آدمی کے پاس طاقت و استطاعت نہ ہو اس پر حج فرض نہیں تو کیا وہ کبھی حج کے ثواب سے مالا مال نہیں ہو سکتا، یہ محرومی اسلام کے دامن سے وابستہ نہیں فرمایا وہ نظر محبت سے ماں کے چہرے کو دیکھ لے اسے "حج مبرور" کا ثواب مل جائے گا، اسی طرح جس نوجوان کے پاس نکاح کی استطاعت نہیں، اس کے لئے روزہ نعم البدل ہے جو اسے شہوانی طوفانوں نفسانی آندھیوں اور شیطانی حملوں سے محفوظ رکھے گا۔

- اسلام میں رنگ و نسل، زبان و لباس کے بتوں کی کوئی گنجائش نہیں، سب انسان آدم سے بنے اور آدم مٹی سے بنے، سب کا خون ایک ہے، خون کا رنگ ایک ہے لہٰذا یہ نسلی تعصبات اور ذاتی رواجات اسلام کی روح کے سراسر خلاف ہیں اسلام تو پرہیزگار کو مقام بلند پر فائز کرتا ہے فرمایا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم، اس فرمان کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ جو "کمی" نمازی ہے اور وہ گاؤں کے بے نماز چودھری سے افضل ہے، روزہ سب امتیازات کو ختم کر دیتا ہے، خلوص اور للّٰہیت کے ولولے پروان چڑھاتا ہے۔ اقبال کہتے ہیں۔

نے افغانیم و نے ترك تتاریم
كه ما آسودئه یك شاخساریم
تمیز رنگ و خوں برما حرام است
كه ماپروردهٔ یك نوبهاریم

## رمضان کے مسائل

اب رمضان المبارک کے چند مسائل و احکام احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کیئے جاتے ہیں۔

- رمضان کے لئے شعبان کے چاند کا حساب رکھو۔ (ترمذی)

- روزہ نہ رکھو جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو، اور افطار نہ کرو حتی کہ چاند دیکھ لو، اگر تم پر ابر کی وجہ سے چاند چھپ جائے تو مہینہ کا اندازہ لگالو۔ (بخاری و مسلم)
- جو شک کے دن روزہ رکھے اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (ابو داؤد)
- سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)
- ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان فرق سحری کے چند لقمے ہیں۔ (مسلم)
- لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)
- سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرے۔ (بخاری و مسلم)
- جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اپنی ضرورت پوری کیے بغیر اسے نہ رکھے۔ (ابو داؤد)
- جب کوئی روازہ افطار کرنے لگے تو چھوارے سے کرے، وہ نہ ہو تو پانی سے کرے کہ یہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی)
- روزے دار کو افطار کرانا اور غازی کو سامان دینا ایک جیسا ثواب رکھتا ہے۔ (شعب الایمان)
- حضور ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو فرماتے۔ ذَهَبَ الظَّمَآءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُاِنْ شَآءَ اللهُ - پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور انشاء اللہ ثواب ثابت ہو گیا۔ (ابو داؤد)
- مومن کی اچھی سحری چھوارے ہیں۔ (ابو داؤد)
- جو بحالت روزہ بھول کر کھاپی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کہ اسے رب نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)
- روزہ توڑنے کی صورت میں حکم (عام) ہے کہ غلام آزاد کرے، دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (بخاری و مسلم)

- حضور علیہ السلام نے جوان کو روزہ کی حالت میں بوس و کنار سے منع فرمایا۔(ابو داؤد)
- جسے روزے کی حالت میں قے آجائے تو اس پر قضا نہیں، جو جان کر قے کرے وہ قضا کرے۔(ترمذی، ابن ماجہ)
- حضور علیہ السلام کو روزہ کی حالت میں بے شمار دفعہ مسواک کرتے دیکھا۔

(ترمذی عن عامر بن ربیعہ)

- بحالت روزہ سرمہ لگانا جائز ہے اس روایت کی اسناد قوی نہیں، ابو عاتکہ راوی ضعیف ہے۔(ترمذی)
- بحالت روزہ حضور کو سر انوار پر پیاس یا گرمی کی وجہ سے پانی ڈالتے دیکھا۔(ابو داؤد)
- جو رمضان میں بغیر شرعی اجازت اور بغیر بیماری، ایک دن کا روزہ چھوڑ دے تو اگرچہ پھر عمر بھر روزہ رکھے اس کی قضا نہ کرے گا۔(ترمذی، ابو داؤد)
- حضرت عطا کا قول ہے اگر کلی میں پانی اگل دے، تو تھوک کا اور پانی کا جو اثر اس کے منہ میں رہ گیا ہے اس کو نگل جانا مضر نہیں اور علک نہ چبائے۔(بخاری)
- سفر میں اگر چاہو تو روزہ رکھو چاہو تو افطار کرو۔(بخاری و مسلم)
- ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں ہم نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا رمضان کے سولہ دن گزر گئے ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض وہ تھے جنہوں نے افطار کیا تو نہ روزہ داروں نے بے روزوں کو عیب لگایا اور نہ بے روزوں نے روزہ داروں کو عیب لگایا۔(مسلم)
- حضور علیہ السلام نے سفر کے دوران ہجوم دیکھا، ایک شخص پر سایہ کیا گیا تھا فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ہے فرمایا سفر میں یوں روزہ رکھنا بھلائی نہیں۔(بخاری و مسلم)
- اللہ نے مسافر سے آدھی نماز معاف کر دی اور روزہ مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ سے معاف کر دیا۔(ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

- جس کے پاس سواری ہو جو اُسے بحالت سیری منزل تک پہنچا دے وہ رمضان کے روزے رکھے جہاں پائے۔(ابو داؤد)
- حائضہ کو روزہ کی قضا کا حکم ہے اور نماز کی قضا کا حکم نہیں ہے۔(مسلم)
- جو مر گیا اور اس پر روزے تھے تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے ادا کرے۔(بخاری و مسلم)
- حضور ﷺ رمضان کے سوا کسی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اب کتب فقہ کی روشنی میں چند مسائل پیش خدمت ہیں :

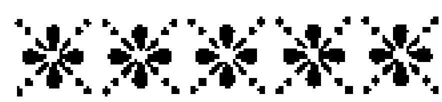
- عورت کو حیض و نفاس آگیا تو روزہ جاتا رہا۔(عالمگیری)
- حیض و نفاس والی کو اجازت ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہر اًمگر چھپ کر کھانا بہتر ہے۔
- بھوک پیاس ایسی ہو کہ ہلاکت کا خوف صحیح یا نقصان عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔(عالمگیری)
- روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اسے اجر ملے گا۔ (در المختار)
- جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا ان پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں۔
- بوڑھا آدمی جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو وہ ہر روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار کسی مسکین کو دے دے۔(در المختار)
- فدیہ دینے کے بعد اگر طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکتا ہے تو وہ فدیہ صدقہ نفل ہو گیا لہذا اب روزوں کی قضا رکھے۔(عالمگیری)

- نتھنوں سے دواچڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو روزہ باقی ہے۔ (عالمگیری)
- مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (درالمختار)

## اعتکاف کی فضیلت

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں اس قدر مشقت فرماتے تھے جو دیگر ایام میں نہ کرتے تھے انہی سے روایت ہے کہ آخری عشرہ میں کمر بستہ ہو جاتے خود بھی راتوں کو جاگتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ (مسلم) انہی سے روایت ہے حضور ﷺ آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ وصال فرما گئے پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ (مسلم، بخاری)

- حضور ہر سال دس دن اعتکاف فرماتے تھے وصال کے سال بیس دن فرمایا۔ (بخاری)
- معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ نہ بیمار کی مزاج پرسی کے لئے جائے، نہ جنازے کو جائے، نہ عورت کو ہاتھ لگائے، نہ اسے چھوئے، نہ کسی کام کو جائے، سوائے ضروری کام کے بغیر روزہ اعتکاف نہیں ہوتا اور صرف جامع مسجد میں اعتکاف کرے۔ (ابوداؤد عن عائشہؓ)
- اعتکاف گناہوں سے باز رکھتا ہے، معتکف کو تمام نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے تمام نیکیاں کرنے والے کی طرح۔ (ابن ماجہ)
- جس نے رمضان کے دس دنوں کا اعتکاف کیا ایسے ہے جیسے اس نے دو حج اور دو عمرے ادا کیے۔



باب ۲

# تحقیقِ تراویح

رمضان المبارک کی انتہائی اہم عبادت نماز تراویح ہے جو
دورِ نبوت سے لے کر آج تک مشروع ہے۔
اس باب میں بیس تراویح کو اجماعِ امت کی روشنی میں
برحق ثابت کیا گیا ہے۔

# تحقیق تراویح

يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا

اللہ کریم کی رحمتیں اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رافتیں اہل ایمان پر بارش کی طرح برس رہی ہیں ماہ رمضان جرم و عصیان سے دامن دل کو طہارتیں بانٹتا ہوا گزر رہا ہے احساس ندامت سے پیشانیاں عرق ریز ہیں گردنیں خم ہیں جسموں پر کپ کپاہٹ طاری ہے دینے والے دے رہے ہیں لینے والے لے رہے ہیں۔ کتنا مبارک مہینہ ہے کہ جس میں ایک نفل کے بدلے فرض کا ثواب ملتا ہے اور ایک فرض کے بدلے ستر فرضوں کا اجر عطا ہوتا ہے جب اہل ایمان فرض نمازوں کے علاوہ رات کو بیس رکعت تراویح بھی ادا کر رہے ہوں تو اجر و ثواب کے کس قدر دریا رواں دواں ہوں گے نماز تراویح اس ماہ کی رحمت سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کا ذریعہ ہے تصور کیجیے اس روح افروز منظر کا جب اہل ایمان اپنے خالق و مالک کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر نہایت ادب و احترام سے اس کالاہوتی کلام سنتے ہیں اگر دل میں جذب کامل ہو تو زندگی کی اہم تمنا یہ ہو گی کہ یہ گھڑیاں امر ہو جائیں لمحے صدیوں کا روپ بدل لیں، ہم یونہی ایمان کی معراج پہ اپنے رب کریم سے ہمکلام رہیں کہ پیغام اجل آجائے۔

دی جان کس خوشی سے تہ تیغ داغ نے
لب پہ تبسم اور نظر یار کی طرف

تسلیم و رضا کے مرحلے اس ماہ مکرم کا حصہ ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے تو نہیں فرما دیا جس نے رمضان میں ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے لیکن افسوس ہے کہ بعض فتنہ ساز لوگوں نے اس عمل کو امت مسلمہ کی نظر میں مشکوک کرنے کی کوششیں شروع کر رکھی ہیں جب بھی ماہ رمضان

آتا ہے بڑے بڑے اشتہارات چھپتے ہیں لاکھوں روپے انعام مقرر ہوتا مناظروں کے چیلنج دیئے جاتے ہیں، شرطیں باندھی جاتیں ہیں، شور مچایا جاتا ہے، کہ بس جی تراویح کی تو آٹھ رکعات ہیں، بیس پڑھنے والے بدعتی ہیں، وغیرہ حالانکہ دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آٹھ رکعات کے ساتھ لفظ تراویح موزوں ہی نہیں اور پھر یہ فتنہ بھی انگریزوں کے دور سے شروع ہوا ہے تاکہ اس ہر عمل کی طرح اس عمل کو بھی بحث و تمحیص کی نظر کر دیا جائے جس پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے اس سے کیا ہوگا؟ مسلمان مختلف نظریوں اور عملوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور یہ فطری مذہب بھی بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گا یہ انگریزوں اور ان کے پروردہ نگاہ مولویوں کی بھول ہے وہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں جب کہ اللہ اپنے نور کو تمام زمانے میں پورا کرنا چاہتا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے ہر صاحب انصاف کو واضح نظر آئے گا کہ بیس تراویح پر صدِ اول سے لے کر آج تک اجماع امت ہے کسی صحابی، کسی تابعی، کسی امام، کسی محدث اور کسی صوفی نے بیس تراویح پر بدعت وضلالت کا فتویٰ نہیں لگایا مسلمانوں کی غالب ترین اکثریت مومنوں کے سواد اعظم کا اسی پر عمل ہے پوری امت مسلمہ کے مقابلے میں چند مولوی ہیں جو دین ملا فی سبیل اللہ فساد کے مصداق گمراہی پھیلا رہے ہیں اور اہل اسلام کے ذوق عبادت کو مجروح کر رہے ہیں ان ناعاقبت اندیشوں کو احساس نہیں کہ امت مسلمہ کن خوفناک مسائل کا شکار ہے اور وہ مزید کن مسائل کا شکار کر رہے ہیں۔

گزر گئی جو ستاروں پہ آخر شب
شعاع خندہ زن آفتاب کیا جانے

# رسول اللہ ﷺ کا عمل

قرآن کریم نے ہمیں ہر بات پہ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو دیکھنے کی ہدایت کی ہے فرمایا وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْ، اور رسولؐ تمہیں جو کچھ عطا فرمائے لے لو جس سے روکے، رک جاؤ، آیئے دیکھتے ہیں اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ نے کیا عمل پیش کیا ہے، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ رات کے درمیانی حصہ میں گھر سے تشریف لے گئے آپ نے مسجد میں نماز ادا کی، لوگوں نے آپ کے پیچھے وہی نماز ادا کی تو لوگوں نے اس نماز کا خوب تذکرہ کیا لہٰذا دوسری رات لوگوں کی تعداد پہلے سے زیادہ ہو گئی آپ نے نماز پڑھائی لوگوں نے آپ کے پیچھے وہی نماز ادا کی جب صبح ہوئی تو پھر اس نماز کا شہرہ ہوا۔ تیسری رات لوگوں کی تعداد اور بڑھی گئی آپ نے نماز پڑھائی، چوتھی رات لوگوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ مسجد تنگ دکھائی دیتی تھی چوتھی رات کو آپ مسجد میں فجر کی نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے، نماز فجر کے بعد لوگوں کی طرف نظر کرم فرمائی اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا مجھے تمہارے آنے کی خبر تھی، میں اس لئے نہ آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے، اور تم سے اس کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جائے آپ دنیا سے رحلت فرما گئے اور معاملہ پہلے کی طرح رہا۔ (بخاری جلد ۱ ص ۲۶۹) یہ روایت نماز تراویح کے بارے میں ہے اب اس نماز کی رکعات کتنی ہوتی تھیں صحابی رسول امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ یعنی حضور رمضان المبارک میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابن شیبہ جلد ۲ ص ۲۹۴) اسی طرح کی روایت حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کو بیس رکعتیں (یعنی عشاء کی اور بیس رکعتیں تراویح کی) پڑھائیں اور تین وتر پڑھائے۔

# فاروق اعظم کا عمل

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ حق فاروق کی زبان پہ بولتا ہے آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ نماز تراویح کی امامت کرائیں فَصَلّٰی بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً تو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو بیس رکعات پڑھائیں۔ (کنز العمال جلد ۸ ص ۴۰۹) ابو داؤد شریف میں اسی طرح کی روایت حضرت حسنؓ سے مروی ہے (جلد ۱ ص ۲۰۲) حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تیس رکعات یعنی بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ (موطا مالک جلد ا ص ۹۸)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَبْنِ الخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً" یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر کے دور میں بیس رکعات پڑھا کرتے۔ (بیہقی جلد ۲ ص ۲۹۶)

# علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا عمل

حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قراء عظام کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا "یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً قَالَ وَکَانَ عَلٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُوْتِرُبِھِمْ" کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ خود وتر پڑھاتے تھے (سنن بیہقی جلد ۲ ص ۴۹۶) یہ حضرت ابو الحسنا علیہ الرحمہ سے مروی ہے جسے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں نقل کیا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی بیس تراویح ہی ثابت ہیں۔ (مختصر مروزی ص ۱۵۷)

حضرات والا، مذکورہ صدر روایات سے معلوم ہوا کہ بیس رکعات تراویح خلفائے راشدین کے معمول سے ثابت ہے اور یقیناً خلفائے راشدین نے وہی عمل کیا جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ خلفائے راشدین تو حضور کے خلاف عمل کریں اور آج کے غیر مقلدین چودہ سو سال کے بعد پیدا ہو کر حضور ﷺ کے مطابق عمل کریں کیا ان کو ان سے زیادہ سنت کی خبر ہے خلفائے راشدین کے بارے میں حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ عَلَيْكُمْ سُنَّتِيْ وَسُنَّةَ الخلفاءِ الرّٰشِدِيْن تم میری اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرو۔

## اجماع صحابہ سے ثابت

حضور سرور کائنات ﷺ کے صحابہ کرام انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں میں برگزیدہ تھے وہ حضور کے حسن تربیت کے شہکار تھے ان کا کسی امر پر مجتمع ہونا معمولی بات نہیں خلفائے راشدین، بیس تراویح پڑھایا کرتے تھے اور تمام صحابہ عمل کرتے تھے، کسی صحابی نے بھی اختلاف نہیں کیا، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہما نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں لوگ بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔ وَھٰذَا کَالْاِجْمَاعِ اور یہ اجماع کی مانند ہے۔ (المغنی جلد ۲ ص ۱۶۷) امام قسطلانی شافعی نے ارشاد الساری شرح البخاری میں، امام علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں، علامہ سید مرتضی زبیدی نے اتحاف السادۃ میں بیس تراویح پر اجماع صحابہ ثابت کیا ہے۔

## اجماع تابعین سے ثابت

تابعین کرام کا مقام صحابہ کرام کے بعد پوری امت مرحومہ میں بلند ہے ان کے عمل کو بھی قرآن کریم نے حجت قرار دیا ہے فرمایا وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْاعَنْہُ جنہوں نے احسان کے ساتھ صحابہ کی پیروی کی ان سب سے اللہ راضی ہوااور وہ اللہ سے راضی ہوئے اس مسئلہ میں جب ہم تابعین کرام کا عمل بھی دیکھتے ہیں تو ان میں بھی کوئی اختلاف نظر نہیں آتا سب تابعین کرام بیس رکعات تراویح ہی ادا فرماتے تھے امام بیہقی کی سنن میں ہے "البانا ابو الخطیب قال کان یومنا سویدبن غفلۃ فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعۃ" حضرت ابوالخطیب علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں ہماری جماعت کراتے اور پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔(سنن بیہقی جلد ۲ص ۲۹۶)

اسی طرح حضرت ابوالبختری، حضرت علی بن ربیعہ، حضرت حارث بن عور، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ، حضرت عمران عبدی، حضرت شتیر بن شکل، حضرت سعید بن ابی الحسن، حضرت عطابن ابی رباع، حضرت ابراہیم نخفی، حضرت ابن ابی ملیکہ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم جیسے تابعین کرام بیس رکعات ہی ادا فرماتے، ان کے بارے میں حضرت ابن شیبہ علیہ الرحمہ نے اپنی مصنف جلد ۲ میں تصریح فرمائی ہے۔امام ترمذی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔

اکثر اہل العلم" علی ماروی علی و عمرو غیر ھما من اصحاب النبی ﷺ عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری و ابن المبارک "اکثر اہل علم بیس رکعات تراویح ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ حضرت عمر علی اور دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے یہ سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک کا قول ہے۔(ترمذی جلد ۱ص ۱۶۶)

## ائمہ اربعہ کا اجماع

تابعین کرام کے بعد ائمہ اربعہ کی بات حجت تسلیم کی جاتی ہے ہم دیکھتے ہیں

کہ ائمہ اربعہ بھی اس معاملہ میں قطعی متفق ہیں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب تو بالکل ہی واضح ہے فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

ہمارے اصحاب کے ہاں تراویح کی مقدار وہی ہے جو حسن بن زیاد نے امام اعظم سے روایت کی ہے اسی پر امام شافعی ہیں امام اعظم فرماتے ہیں رمضان میں قیام (تراویح) سنت ہے اس کا ترک مناسب نہیں ہر مسجد میں وتر کے علاوہ بیس رکعات تراویح پڑھائی جائیں یعنی پانچ ترویحے دس سلاموں کے ساتھ ادا کیے جائیں دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔(جلد اص ۱۱۲)

☆ ابن رشد مالکی علیہ الرحمۃ نے امام مالک کا بھی مذہب مختار یہی بیان کیا ہے فرماتے ہیں امام مالک علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک قول کے مطابق اور امام اعظم، امام شافعی، امام ابن حنبل اور داؤد ظاہری نے وتر کے علاوہ بیس رکعات تراویح کو اختیار کیا۔(ہدیۃ المجتہد جلد اص ۱۵۲)

☆ امام شافعی کا بھی یہی طریقہ ہے فرماتے ہیں رمضان میں مجھے بیس رکعات تراویح محبوب ہیں یہی عمر فاروق سے ثابت ہیں اور اس پر ہی اہل مکہ کا عمل ہے۔
(مختصر المزنی ص ۲۱)

☆ امام احمد بن حنبل کے نزدیک بھی بیس رکعات تراویح ہی پسندیدہ ہیں۔
(المغنی جلد ۲ ص ۱۶۷)

## اکابر امت کی نظر میں

ظاہر ہے ائمہ اربعہ کے مقلدین ائمہ اربعہ کی تحقیق پر عمل کرتے ہوں گے اسلامیان عالم کا سواد اعظم بھی انہی پر مشتمل ہے لہٰذا ان کی اتباع حدیث مبارک کی روشنی میں راہ صواب ٹھہری، حضور فخر عالم ﷺ نے فرمایا۔ اتبعو السواد الاعظم

فانه من شذشذفي النار ،بڑے گروہ کی پیروی کرو جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں چلا گیا اس مسئلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ علماء کرام کی کثیر تعداد بیس تراویح کی قائل ہے یہاں چند اکابر امت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بیس رکعات ہی مختار و مسلم ہیں۔(غنیۃ الطالبین مترجم ص ۳۹۴)

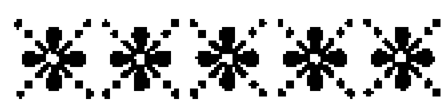
☆ امام غزالی شامی علیہ الرحمہ بھی بیس رکعات کو مشہور مانتے ہیں۔

(احیاء العلوم جلد ا ص ۲۰۱)

☆ علامہ ابن تیمیہ کا بھی بیس رکعات پر قول ہے۔(فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲۳ ص ۱۱۲)

☆ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ بھی بیس رکعات کو مانتے ہیں(ماثبت بالسنہ ص ۲۶۴)

☆ الشاہ ولی اللہ، حضرت ابن عابد بن شافعی، علامہ حصکفی جیسے علماء نے بھی بیس رکعات کو خلفائے راشدین صحابہ کبار، تابعین کرام اور ائمہ اربعہ کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔(دیکھیے حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲، ص ۱۸، الدر المختار جلد ۲ ص ۴۵)



باب ۳

# اُنْزِلَ فِیهِ الْقُرآن

رمضان المبارک کی ایک جلیل القدر رات کے نورانی لمحات میں قرآن پاک نازل ہوا، لہٰذا نزول قرآن اس ماہ نور کا اہم ترین تاریخی ''گوشہ'' ہے اس باب میں قرآن پاک کے متعلق معلومات پیش کی جارہی ہیں۔

# قرآن حکیم

☆ علوم معارف

☆ فضائل و محاسن

☆ خصوصیات اور دیگر کتب مذاہب عالم سے تقابلی جائزہ

☆ اغیار کا اعتراف عظمت

قرآن حکیم اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے پیارے محبوب حضرت پیغمبر اعظم و آخر ﷺ پر نازل فرمائی نزول قرآن کے دوران آپ نے تیرہ سال مکہ مکرمہ اور دس سال مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ (بخاری کتاب التفسیر جلد دوم)

قرآن پاک کے علوم و معارف کا احاطہ کرنا کسی کے بھی بس کی بات نہیں یہ وہ بحر بے کنار ہے جس میں علم و حکمت کے جواہر شاداب اہل فکر کو ہر اعتبار سے مالا مال کر دیتے ہیں۔

فخر المتقدمین حضرت الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متولد ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۳ء متوفی ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۳ء) نے اصول تفسیر کی روشنی میں قرآن پاک کے علوم و معارف کو پانچ عنوانات میں تقسیم فرمایا ہے انہوں نے اس موضوع پر فوز الکبیر فی اصول التفسیر لکھ کر عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

## ۱۔ علم مباحثہ

قرآن پاک نے چار گروہوں کو مخاطب فرمایا، یہود، نصاریٰ، مشرکین، منافقین، اللہ تعالیٰ نے ان گروہوں کے عقائد و نظریات کا رد بلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی حقانیت کو روز روشن کی طرح واضح فرمایا، اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔

## ۲۔ علم التذکیر بالا اللہ

قرآن پاک نے جملہ مخلوقات کی تخلیق اور ان کو عطا کردہ انعامات کا ذکر بڑے فکر افروز انداز میں کیا اور انسان کو عرفان ربوبیت کی طرف مائل ہونے کی تحریک دلائی۔

## ۳۔ علم الاحکام

دین و دنیا میں جو امور ضروری اور منفعت بخش ہیں ان کو بیان کیا اور حرام و حلال اشیاء کی پہچان کرائی۔

## ۴۔ علم التذکیر بایام اللہ

وہ واقعات بیان کیے جن میں تابع فرمان لوگوں کے خصائل اور ان کی جزا کا ذکر ہے نیز نافرمانوں کی بری عادتوں اور ان کے ہولناک نتائج کی نشاندہی فرمائی۔

## ۵۔ علم التذکیر بالموت

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو فنا ہے قرآن پاک نے ابتدائے آفرینش کے احوال، عالم کے فنا ہونے کے اذکار، حشر و نشر اور جنت و دوزخ کے حالات کا جائزہ لیا۔

قرآن پاک کے ان علوم و معارف میں حق کے متلاشی کے لئے ہدایت کے ہزاروں سامان ہیں۔ کوئی اس کی طرف آکر تو دیکھے یہ اس کا دل فہم و فراست کی تابشوں سے بھر دے گا عصر حاضر کے نامور مفسر حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب لکھتے ہیں۔

''اس بحر بے کنار میں غواصی کرنے والوں نے غواصی کا حق ادا کیا، ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں لیکن اس کے معارف کے خزینے بھرے کے بھرے ہی رہے اس کے اسرار و رموز کے گنجینوں میں

کمی نہ ہوئی جنہوں نے اس گلستان معنی میں گل چینی کرتے کرتے عمریں گزار دیں انہوں نے بھی یہ تو نہیں کہا کہ ہم نے سب پھول چن لئے ہیں بلکہ سب نے بے تامل یہ اعتراف کیا"۔

داماں نگاہ تنگ و گل حسن توبسیار
گل چین تو از تنگی داماں گلہ دارد

(مقدمہ تفسیر ضیاء القرآن مطبوعہ لاہور)

☆ جو فضیلت و برتری اللہ کو اپنی مخلوق پر ہے وہی فضیلت و برتری اس کے کلام کو دوسرے کلاموں پر حاصل ہے یہ وہ عظیم المرتبت شہکار ہے جو اس نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا حضور ارشاد فرماتے ہیں۔

"کوئی نبی ایسا نہیں مگر جتنے لوگ اس پر ایمان لائے ان کے مطابق ہی اس کو معجزے دیئے گئے اور جو چیز (بطور معجزہ) مجھے دی گئی اور وحی (قرآن کریم) ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف فرمائی مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے"(بخاری کتاب التفسیر جلد دوم)

اب اس جلیل القدر معجزے کی عظمت و شوکت ارشادات باری کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔

فرمایا انه لقرآن كريم، بے شک وہ عزت والا قرآن ہے (۵۶، ۷۷)

فرمایا هو قرآن مجيد، بلکہ وہ تو بزرگ قرآن ہے۔ (۸۵، ۲۱)

فرمایا وانه لكتب عزيز، اور بے شک وہ عظمت والی کتاب ہے۔ (۴۱، ۴۱)

فرمایا كتب انزلنه اليك مبرك ، مبارک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل فرمائی۔ (۳۹، ۳۸)

فرمایاص والقرآن ذی الذکر، نصیحت والے قرآن کی قسم (۳۸، ۱)

فرمایاالر تلك ایت الکتب المبین ، یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔ (۱۲، ۱)

اب ارشادات رسول اعظم کی روشنی میں دیکھئے۔

فرمایا، خیر کم من تعلم القران و علمه، تم میں بہترین ہے وہ شخص جو خود قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (بخاری شریف)

فرمایاان الذی لیس فی جوفه شی من القرآن کالبیت الخرب، بے شک جس کے پاس قرآن کا کچھ حصہ نہیں وہ سنسان گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی شریف)

فرمایا جس نے قرآن پڑھا، اس کو یاد کیا، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا، ادخله الله الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قدوجبت له النار، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کی شفاعت اس کے دس اہل خانہ کے حق میں قبول کرے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہو گی۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ)

فرمایا من قراحرف من کتب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها، جس نے قرآن سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور نیکی دس گناہ تک دی جاتی ہے۔ (ترمذی شریف)

فرمایا قرآن کا ماہر نیکو کار عظمت والے فرشتوں کے ساتھ ہو گا جو شخص قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے لئے پڑھنا مشکل ہے اس کے لئے دہرا ثواب ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف) الغرض اس مبارک کلام کا ایک ایک حرف رحمتوں کا بیش بہا خزانہ ہے، فضیلتوں کا سرچشمہ ہے۔

☆ قرآن پاک اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے تمام مذاہب عالم کی کتابوں سے بہت اعلیٰ وارفع ہے زرتشت کی اوستا ہندومت کی بھگوت گیتا، کا تو ذکر ہی کیا، الہامی

کتابیں، تورات، زبور اور انجیل بھی ایسی منفرد خصوصیات واوصاف کی حامل نہیں جو قرآن پاک کا طرہ امتیاز ہیں۔

صد جلوہ روبہ رو ہے جو مژگاں اٹھائیے

## تغیر و تبدل سے پاک

تورات، زبور اور انجیل کی تصدیق قرآن پاک کے مقاصد میں شامل ہے یہ کتابیں واقعی انبیاء کرام (حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ علیہم السلام) پر نازل ہوئیں اور اپنی قوم کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوئیں مگر یہود و نصاریٰ کی چیرہ دستیوں نے ان کی تعلیمات کو قصہ پارینہ بنا دیا ہے کوئی کتاب بھی اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔ مثلاً تورات کے بارے میں تمام عیسائی محققین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ ۱۵۰۰ق م میں لکھی گئی پھر ۲۰۰ق م میں ۷۲ علماء نے اس کا یونانی زبان میں ترجمہ کیا، ان علماء کی شوخی تحریر نے اس الہامی کتاب کی پانچ کتابیں (پیدائش، خروج، احیاء، گنتی، استثنا) کے نام سے مشہور کر دیں جناب سید ذوقی شاہ کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب سات مرتبہ مختلف صدیوں میں ضائع ہوتی رہی اور دوبارہ اسے لکھا جاتا رہا (کتب سماوی پر ایک نظر) اس کتاب میں بہت سے ایسے واقعات ہیں جن کو تسلیم کرنے کیلئے عقل تیار ہے نہ اخلاق۔ انبیاء کرام کی تنقیص و توہین کے زہرہ گداز پہلوؤں نے اس کی تحریف پہ مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اکثر مستشرقین بھی اس میں موجود، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گستاخانہ مکالمات، یعقوب علیہ السلام کی خدا تعالیٰ سے کشتی کی روداد اور انبیاء کرام کی طرف منسوب بدکرداری کی ایمان شکن روایات کی وجہ سے اس کو مشکوک سمجھنے لگے ہیں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں درج ہے۔

''عرصہ دراز تک کتب مقدسہ کا مطالعہ جرح و تعدیل کے اصولوں سے

محروم رہا یہود محض اک عبرانی نسخے کی اطاعت کرتے رہے جو غالباً دوسری صدی عیسوی کے حوالے سے مشہور تھا کہ اس میں جمع کیا گیا اور محفوظ رکھا گیا لیکن اس نسخہ میں (بھی) چند تحریفیں تو ایسی ہیں جو صاف نظر آتی ہیں اور غالباً ایک کافی تعداد تک ایسی تحریفیں اور بھی موجود ہیں جن کی شاید اب یا کبھی پورے طور پر قلعی نہ کھل سکے"
(انسائیکلوپیڈیا مضمون بائبل جلد دوم)

یہی حال انجیل کا ہے عیسائی محققین کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ ۱۵۸ کتابیں ہر دور میں عیسائیوں کے قریب مقدس و معتبر رہی ہیں (Introduction To Biblical Studies) مقدمہ علوم بائبل از ہورس (Horus) اب کوئی آکر فیصلہ کرے کہ ۱۵۸ کتابوں میں کون سی کتاب اصلی انجیل ہے خود عیسائی ان کتابوں میں بیسیوں کو مسترد کر چکے ہیں اور ظاہر ہے اتنی کتابوں میں اختلاف کا ہونا بھی لازمی امر ہے ورنہ ان کا الگ الگ ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

ادھر صدیاں گزر گئیں وقت کے الٹ پھیر نے زمانے کا مزاج بدل دیا مگر اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب آج بھی اس حالت میں موجود ہے جیسی سرورِ دو عالم ﷺ کی حیات ظاہری میں موجود تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون**، ہم نے اس ذکر کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔ (سورۃ الحجر ۹) اور فرمایا **انا علینا جمعه وقرانه**، اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے (سورۃ القیمہ ۱۷) آج تک کوئی انسان اس میں تحریف کرنے کی جرات نہیں کر سکا ارشاد باری ہے **لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید**، اس میں باطل نہ آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے حکمت والے، تعریف والے (رب) کا اتارا ہوا ہے۔ (۴۱، ۴۲)

آج تک کوئی بڑے سے بڑا دانشور اس کی آیات مقدسہ میں اختلاف ثابت نہیں کر سکا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ وحدہ لاشریک کا کام ہے تورات وانجیل پر اہل ہوس نے طبع آزمائی کی اور ان کی آیات میں دوریوں کی اتنی چوڑی اور گہری خلیج پیدا کر دی کہ اس کو عبور کرنا کسی کے طائر تصور کے بس میں بھی نہیں قرآن پاک اول تا آخر ربط و نسبت کا عظیم نمونہ ہے۔ ارشاد باری ہے **لم یجعل له عوجا**، اس میں کوئی کجی نہیں رکھی (۱،۱۷) اور فرمایا **وما کان هذا القران ان یفتری من دون الله**، اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ خدا کے سوا گھڑ لیا جائے (۱۰، ۳۷) اور فرمایا "تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر وہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بے شک بہت سا اختلاف پاتے۔ (۴، ۸۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو بار بار چیلنج کیا ہے کہ اس جیسی ایک سورت ہی لے آؤ مگر صدیاں بیت گئیں ابھی تک کوئی بھی چیلنج کا جواب نہیں دے سکا اور نہ کوئی دے سکتا ہے یہی بات اس کے تغیر و تبدل سے پاک اور بے مثل ہونے کی دلیل قطعی ہے۔

## عالمگیر کتاب

تورات اور انجیل محدود وقت کے لئے راہنمائی کا ذریعہ تھیں، مخصوص قوموں کی بہتری کا سامان تھیں جب کہ قرآن پاک تمام بنی نوع انسانی کے لئے ہدایت کا پیغام لے کر آیا ارشاد باری ہے **وماهو الا ذکر للعلمین** اور وہ تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے (۶۸، ۵۲) اور فرمایا "اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت آچکی ہے اور اس کی شفا بھی جو سینوں میں ہے۔ (۱۰، ۵۷)

قرآن پاک اگرچہ عربی زبان میں نازل ہوا لیکن یہ اس کا حسن اعجاز ہے کہ اس کے مضامین سے یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیاء جیسے دور دراز کے علاقوں کے لوگ بھی

استفادہ کر سکتے ہیں کیونکہ اللہ تو تمام کا خلاق واحد ہے اور قرآن نے اس کی عبادت کی تلقین فرمائی یہ تمام لوگوں کو رنگ و نسل، زبان و لباس کی حدود سے نکال کر توحید کا ذوق سلیم عطا کرتا ہے ویسے بھی اس کے مشہور ترجمے اس کی اصل عبارت کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں تفسیریں بھی لکھی جا چکی ہیں کہ اس کا فیض چار دانگ عالم میں پھیل جائے۔

## جامع کتاب

تورات میں تصور الہٰ کو صرف بنی اسرائیل تک محدود کر دیا گیا یعنی بنی اسرائیل کا خدا جب کہ قرآن نے "رب العالمین" کا لفظ استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی مطلق العنانیت کو ثابت کیا ہے پھر تورات اور دیگر کتابیں "یک فنی" ہیں تورات میں اخبار واحکام ہیں زبور میں مناجات اور انجیل میں وعظ و نصیحت ان کے برعکس قرآن پاک، اخبار واحکام، مناجات تسبیحات، مواعظ و نصائح تک ہی بس نہیں بلکہ اور بھی بہت سے موضوعات پر محیط ہے اللہ کریم نے اس کی جامعیت کو اس طرح واضح فرمایاو نزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شي اور ہم نے تم پر وہ کتاب نازل فرمائی (جس میں ہر چیز کا بیان ہے (۸۹،۱۶) لا رطب ولا يابس الافي كتب مبين، روشن کتاب میں ہر خشک و تر کا ذکر ہے۔

ان پر کتاب اتری بیاناً لکل شی
تفصیل جس میں ماعبر، ماغیر کی ہے

دنیا و آخرت کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے آئینے میں روشن نہ ہو یہ کتاب زندگی کے کسی پہلو کو پیاسا نہیں چھوڑتی۔

## سرچشمہ ہدایت و رحمت

سابقہ کتابیں اپنے پیغمبروں کے دور میں یقیناً ہدایت کا چراغ تھیں قرآن پاک

بھی انہیں نور، ہدایت اور رحمت کے القاب سے یاد کرتا ہے بعد میں چونکہ یہ یہود و نصاریٰ کے دست جفا کا نشانہ بنی رہیں اس لئے ان کا نور، ہدایت اور رحمت کائنات سے اٹھ گئی اب صرف ان کے نام پر صیہونیت و عیسائیت کے مذموم نظریات کی تبلیغ کی جا رہی ہے قرآن پاک کو دیکھا جائے تو تمام نسل انسانی کے لئے سرچشمہ ہدایت نظر آتا ہے ارشاد باری ہے۔

فقدجاء کم بینة من ربکم وھدی ورحمة

سو بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل ہدایت اور رحمت آچکی ہے۔(۶،۱۵۸)

ھذا بصائر للناس وھدی ورحمة لقوم یوقنون

یہ لوگوں کے لئے غور و فکر کی باتیں ہیں اور اہل یقین کے لئے ہدایت و رحمت (۴۵،۲۰)

قرآن پاک، نور ہے، رحمت ہے، شفا ہے، امام برہان ہے، فرقان ہے اس کو چھوڑ کر کوئی بھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔

## کلام اثر انگیز

جوں جوں قرآن کی تلاوت کی جائے، بار بار کی جائے، اس کی تاثیر میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ دو چند ہو جاتی ہے دل کا آبگینہ صاف ہو جاتا ہے آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی ہیں ارشاد باری ہے۔

اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربھم

"اللہ نے سب سے عمدہ بات اتاری ہے یکساں کتاب، بار بار پڑھی

جانے والی جس (کے پڑھنے) سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے
ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ (۲۳،۳۹)

ایک جگہ فرمایا "اے محبوب فرمادیجئے تم اس پر ایمان لاؤ، بے شک اس سے پہلے جنہیں علم عطا کیا گیا قرآن ان پر پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور وہ ان کی فروتنی میں اور اضافہ کرتا ہے" (۱۷، ۱۰۷) اس کی تاثیر کا کمال ہے کہ یہ اگر پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو وہ بھی خوف الٰہی سے دب اور پھٹ جاتے۔

## حسن فصاحت

یہ کلام فصیح اور بیان بلیغ ہے اس کے مختصر پیرائے میں معانی کا جہان آباد ہے، تورات زبور اور انجیل بے شمار محرف عبارتوں کی وجہ سے اپنا حسن فصاحت کھو چکی ہیں جب کہ قرآن پاک کے ایک ایک حرف سے یہ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے اسی کی فصاحت کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اسے حفظ کر لیتے ہیں اس فصاحت و بلاغت کا ذکر شیخ طنطناوی جوہری نے یوں کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے استاذ فنکل (ایک مستشرق) کے ساتھ مل کر (جہنم بہت وسیع ہے) کا مفہوم عربی کے بیس جملوں میں ادا کیا، جب قرآن پاک کے جملے سے ان بیس جملوں کا تقابلی موازنہ کیا تو فنکل کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ اس کی بلاغت دیکھ کر حیران رہ گئے میں نے کہا ہم قرآن کے مقابلے میں بچے ہیں تو انہوں نے اعتراف کیا آپ نے سچ کہا بالکل سچ، میں کھلے دل سے اقرار کرتا ہوں۔
(الجواہر فی تفسیر القرآن کریم ص ۱۱۱)

## مہذب انداز بیان

یہودی اور عیسائی انتہائی متعصب سوچ کے مالک ہیں اپنے علاوہ کسی اور قوم کا

وجود انہیں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے ان کی اس تنگ نظری کے "زاویے" تورات، زبور اور انجیل کی موجودہ عبارتوں میں نظر آتے ہیں مثلاً انجیل متی میں ایک قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس میں انہوں نے انجیل کو روٹی اور بنی اسرائیل کو بیٹے کہا جب کہ دیگر اقوام عالم کو کتے کے لفظ سے یاد کیا ہے اور کہا ہے کہ "مناسب نہیں جو بیٹوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈل دیں" (متی باب ۱۵، ۱۳)

قرآن پاک کا انداز بیان مخالفین کے بارے میں بھی ایسا جارحانہ نہیں یہ جنت کو اہل یہود و نصاریٰ کی طرح صرف بنی اسرائیل کی جائیداد قرار نہیں دیتا بلکہ نسل آدمیت کا کوئی فرد بھی صاحب ایمان ہو کر اس کو حاصل کر سکتا ہے قرآن پاک نے انسان کے فطری تقاضوں کو نظر انداز نہیں کیا نفرت و محبت کو سامنے رکھ کر اصول و ضوابط تشکیل دیئے ہیں جو ہر منصف مزاج کے لئے قابل عمل ہیں۔

ان موجودہ کتابوں میں محبوب خدا کا ذکر خیر یہودیوں اور عیسائیوں نے نکالنے کی پوری پوری جسارت کی ہے (جو اصل کتابوں میں موجود تھا) جب کہ قرآن پاک نے سابقہ انبیاء کرام کی عظمتوں اور سطوتوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ بیان کیا ہے قرآن پاک کے مطابق ان انبیاء کرام کی شان و شوکت کا اقرار کرنا ان کی نبوت و رسالت کی گواہی دینا ایمان کی ضروری شق ہے اس طرح یہ موجودہ کتابیں تعصب کی علمبردار لگتی ہیں۔

قرآن پاک نے یہودیوں اور عیسائیوں کے کرتوت واضح کیے ہیں اور سلیقے سے انہیں دعوت حق کی طرف مائل ہونے کو کہا ہے قران پاک اپنے ماننے والوں کو بھی تبلیغ میں متشددانہ انداز اپنانے کی اجازت نہیں دیتا "ان کو بلاؤ اپنے رب کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ اگر ان کے ساتھ مجادلہ بھی کرنا پڑے تو اچھے

طریقے سے کرو" قرآن پاک نے میدان جہاد میں بھی مسلمانوں کو ناشائستہ حرکتیں کرنے سے منع کیا ہے جن سے انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے ادھر تورات وانجیل کا موجودہ فلسفہ جہاد پڑھا جائے تو سراسر وحشت و بربریت کا محرک دکھائی دیتا ہے۔

## توحید کی دستاویز

تمام انبیاء کرام نے اس دنیائے فانی میں آکر لوگوں کو توحید کا درس دیا (ایک خدا کے سامنے جھکنے کی تبلیغ کی) ان کی کتابیں ان کے صحیفے توحید باری تعالیٰ کے پیامبر تھے ظالموں نے ان کی تعلیمات کو مسخ کر کے شرک و کفر کا شرمناک راستہ اختیار کر لیا۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل یوحنا میں یونانی فلسفے کی عکاسی کی گئی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی "الوہیت" کو پورے زور سے ثابت کیا ہے (معاذ اللہ) اس میں آپ کو خدا کا بیٹا اور قدیم خدا کا مجسمہ وغیرہ کہا گیا ہے۔

الحاصل قرآن پاک اپنی ان عظیم خصوصیات کی بناء پر ساری کائنات کی راہنمائی کا وسیلہ ہے دیگر مذاہب کی نامکمل محرف اور مبدل کتابیں اس کی ہمہ گیر تعلیمات کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ان کے علاوہ اور بھی بے شمار خصوصیات ہیں جو میری تنگی علم و فکر کی وجہ سے احاطہ تحریر میں نہیں آسکیں اقبال نے کہا ہے۔

آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت اولا یزال است و قدیم
نوع انسان را پیام آخریں
حامل او رحمۃ للعالمین

قرآن پاک کی عظمت و شوکت کو حقیقت پسند غیر مسلم مفکرین نے بھی تسلیم کیا ہے جرمنی کا مشہور مفکر نولڈیکے لکھتا ہے۔

"یورپ کے جن مولفین نے بہت تگ ودو سے کام لیا ہے تحریف قرآن ثابت کریں وہ اپنی اس جدو جہد میں بری طرح ناکام رہے ہیں" (انسائیکلو پیڈیا بر ٹانیکا)

ہندوستان میں انگریزی دور کا ایک گورنر سر ولیم میور لکھتا ہے۔

"ہم یہ حقیقت یقین واثق سے کہتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت اور ہر سورت زمانہ پیغمبر سے لے کر آج تک مکمل، اصلی اور غیر محرف شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے اس میں کسی قسم کا تغیر رونما نہیں ہوا" (دیباچہ لائف آف محمد ۲۶)

ایک اور جگہ لکھتا ہے۔

"مجھے وثوق ہے کہ قرآن کے سوا دنیا میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس کا مرکزی خیال ۱۴۰۰ سال سے ہر قسم کی تحریف سے مبرا رہا ہو"

"مختصر یہ کہ یہ قرآن کریم کا نسخہ (جو حضرت عثمان غنیؓ نے جمع کیا) آج قائم ودائم ہے اس کی حفاظت وصیانت کے لئے اتنا اہتمام کیا گیا ہے کہ دنیا میں آج جتنے نسخے پائے جاتے ہیں ان میں سر مو فرق نہیں ہے شہادت عثمانی کے بعد مسلمانوں کی وحدت کا شیرازہ بکھر گیا جس کے اثرات آج تک پائے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود مختلف فرقے (بھی) قرآن کریم کے بارے میں متفق رہے ہے" (لائف آف محمد)

پادری ریورنڈ ایم راڈویل اپنے ترجمہ قرآن میں لکھتا ہے۔

"قرآن نے جس طور پر خدا کی وحدانیت، ربوبیت قدرت مطلقہ اور عالم غیب ہونے کو بیان کیا ہے اس کے لئے وہ نہایت تعریف کا حقدار ہے اور یہ ماننا ضروری ہو جاتا ہے کہ قرآن کو خدائے واحد پر پرجوش اور گہرا یقین ہے اس میں اعلیٰ درجے کی عمیق صداقت موجزن ہے۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے:

"قرآن پاک آسان اور عام مذہبی قانون ہے اس میں زندگی کی اصلاح کے لئے سب کچھ موجود ہے اس کی تعلیم انسانی فطرت کے مطابق ہے یہ دل کش انداز میں دعوت

فکر دیتا ہے تاریخ گواہ ہے کہ اس کے پیروکار روحانی و دنیاوی لحاظ سے کامیاب ترین انسان ہوتے ہیں ہم انصاف سے کہہ سکتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی دستور العمل انسان کو نیکی کی ترغیب دینے اور برائیوں سے بچانے کے لئے راہنما نہیں ہو سکتا۔ (دی گریٹ ٹیچر)

مشہور مورخ گبن لکھتا ہے۔

بحر اٹلانٹک سے لے کر گنگا تک تسلیم کر لیا گیا ہے کہ قرآن ایک اساسی دستور ہے یہ شریعت ہے اس عظیم فہم و فراست اور قانونی طور پر مرتب ہوئی ہے کہ جس کی دنیا میں مثال نہیں مل سکتی۔ (سلطنت روما کا زوال جلد ۵ باب ۵۰)

مشہور فرانسیسی ڈاکٹر موریس ایک مترجم قرآن "سالمان ایناش" کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

"قرآن کیا ہے؟ وہ عظیم الشان بلاغت ہے وہ عظیم الشان فضیلت ہے جس پر چالیس کروڑ انسان فخر کر رہے ہیں مقاصد کی خوبی اور خوش اسلوبی کے لحاظ سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں سے برتر ہے۔

قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب، اہل لغات کے لئے ذخیرہ لغات، شعرا کے لئے مجموعہ عروض اور قوانین کا ایک عام انسائیکلوپیڈیا ہے تمام آسمانی کتابوں (حضرت داؤد تا جان تالموس) میں سے کسی ایک نے اس کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت کا بھی مقابلہ نہیں کیا"۔

**نوٹ**: آخری چار اقتباسات "فیض الاسلام راولپنڈی" کے قرآن کریم نمبر ۱۹۶۸ء کے ایک مضمون "قرآن بہ نظر اغیار" سے لئے گئے ہیں۔

## حرف آخریں

زیر نظر مضمون میں اس عاجز نے اس کتاب لم یزل کے چند ایک گوشوں پر بحث کی اس کے فضائل و محاسن کو کما حقہ میں ہی کیا کوئی بھی نہیں لکھ سکتا ارشاد باری

ہے اگر یہ سمندر رب کا کلمات لکھنے کے لئے سیاہی ہو جائے تو یہ ختم ہو سکتا ہے مگر رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے اگرچہ اتنا ہی اور سمندر سیاہی ہو جائے" یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ اس نے جملہ علوم و معارف اپنے اندر سمو لئے ہیں۔

اس کی شان جلالت کو اپنوں نے ہی نہیں بیگانوں نے بھی تسلیم کیا ضرورت ہے اس کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی جب تک مسلمان قرآن پاک کے دامن سے وابستہ تھے، کامیاب تھے سمندر پر قابض تھے، صحراؤں پر چھائے ہوئے تھے۔ پہاڑوں کو روندتے تھے، فضاؤں کو چیرتے تھے جب سے انہوں نے قرآن پاک سے عملی تعلق توڑ لیا اور مغربی نظریات حیات کے پیچھے بھاگنے لگے شکست و ریخت کا شکار ہو گئے، اقبال جواب شکوہ میں اسی حقیقت کی وضاحت کرتے ہیں۔

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو یہ انداز مسلمانی ہے
حیدری فقر ہے نے دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

(بانگ درا)

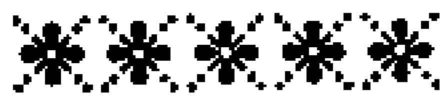
آج بھی ہواؤں کا رخ بدل سکتا ہے۔

ناکامی کی سیاہیاں دھل سکتی ہیں
اور میدانوں کے فاصلے سمٹ سکتے ہیں

قسمت کا ستارہ چمک سکتا ہے منزلیں قدموں میں آسکتی ہیں صرف قرآن پاک کو اپنا راہنما ماننا ہو گا قرآن پاک کے بتائے ہوئے ضابطہ حیات پر عمل کرنا ہو گا قرآن پاک کے اصولوں کو اپنانا ہو گا بقول اقبال

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن
صوفی پشمینہ پوش حال مست
از شراب نغمہ قوال مست
آتش از شعر عراقی در دلش
درنے سازد بقرآں محفلش
واعظ دستاں زن افسانہ بند
معنی او پست و حرف او بلند
از تلاوت بر تو حق دارد کتاب
تو ازو کامے کہ می خواہی بیاب

ترجمہ : قرآن کے بغیر مسلمانوں کی زندگی ناممکن ہے ہمارے صوفیاء خام، قوالوں کے شعر سن کر خوش ہوتے ہیں مگر قرآن سے تعلق نہیں رکھتے واعظ افسانہ گو تو ہیں کام کی بات نہیں کرتے قرآن پڑھو جو چاہو گے مل جائے گا۔



باب ۴

# غزوۂ بدر کے ایمان افروز واقعات

رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ کو کفر واسلام کے درمیان تاریخ ساز جنگ ہوئی اس باب میں مجاہدین اسلام کی سرفروشیاں دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔

# غزوہ بدر کے ایمان افروز واقعات

غزوہ بدر کے بارے میں ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری لکھتے ہیں۔

''تاریخ اسلام کا یہ وہ معرکہ ہے جب اسلام اور کفر، حق اور باطل، سچ اور جھوٹ کی پہلی ٹکر ہوئی، اسی معرکہ میں فرزندان اسلام کی تعداد لشکر کفار کی تعداد سے ایک تہائی تھی وسائل اور اسلحہ کے اعتبار سے بظاہر بہت کمزور تھے جزیرۂ عرب کا اجتماعی ماحول سراسر ان کے خلاف تھا انتہائی خوش فہمی کے باوجود اسلام کے غلبہ اور فتح مند ہونے کی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی تھی کفر بڑے کروفر کے ساتھ حق کی بے سروسامانی سے نبرد آزما ہونے کے لئے تین گنا فوج لے کر بڑے غرور و رعونت سے میدان میں آیا تھا لیکن اسے ایسی فیصلہ کن ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا جس نے اس کی کمر توڑ دی پھر اسے کبھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس شان سے حق کو للکار سکے مورخین اس معرکہ کو غزوہ بدر الکبریٰ، غزوہ بدر العظمیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ (ضیاء النبی جلد سوم)

## مجاہدین اسلام کی تیاری

رسول اللہ ﷺ نے کفار مکہ کے جوش و خروش کی اطلاع ملتے ہی اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے سرکردہ افراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ، حضرت سیدنا عمر فاروقؓ، حضرت سیدنا مقداد بن عمروؓ اور حضرت سیدنا سعد بن معاذؓ نے ایسے ایمان افروز جذبے کا اظہار کیا کہ جہان عشق جھوم جھوم اٹھا، حضرت مقدادؓ نے عرض کی۔

''یارسول اللہ ﷺ! ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں، ہم لوگ تو آپ کے دائیں سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے جہاد کریں گے''۔ (بخاری غزوہ بدر کتاب المغازی)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مقدادؓ کے الفاظ سن کر حضور کا رخ انور دمک اٹھا تھا (ایضاً)

اسی طرح حضرت سعدؓ کے صدق و یقین کی ضیاریز جھلک دیکھئے۔

"یارسول اللہ! آپ تشریف لے چلیں جدھر آپ کا ارادہ ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں سمندر کے سامنے لے جائیں اور خود اس میں داخل ہو جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا ہم اس بات کو ناپسند نہیں کرتے آپ کل ہی دشمن کا مقابلہ کریں ہم گھمسان کی جنگ میں صبر کرنے والے ہیں۔ (سیرت ابن کثیر جلد ۲)

حضور تاجدار رسالت ﷺ نے اپنے غلاموں کو دعاؤں سے نوازا اور روانگی کا حکم دیا اور بشارت سنائی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر برکت و نصرت ہو اور تمہیں بشارت ہو کہ فتح و نصرت تمہاری ہو گی تحقیق میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے یعنی قافلہ قریش یا قوم قریش، خدا کی قسم میں ان کی ہلاکت کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم غزوہ بدر)

## سامان جہاد

مسلمانوں کے پاس تین گھوڑے، ستر اونٹ، چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر ہے جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی یعنی ۳۱۰ سے کچھ زیادہ۔ (بخاری کتاب المغازی)

دو دو یا تین تین مسلمانوں کو سواری کے لئے ایک ایک اونٹ ملا تھا وہ راستے میں اپنی سواری پہ باری باری سوار ہوتے رہے خود سرور عالم ﷺ کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زید بن حارثؓ تھے جب حضور ﷺ کے پیدل چلنے کی باری ہوتی تو وہ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ آپ سوار رہیں ہم پیدل چلیں گے تو حضور فرماتے "تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور میں اجر کے حصول میں تم سے زیادہ بے نیاز نہیں" (ایضاً)

اسلام کا تصور مساوات تو دیکھیے، دنیا کا کوئی مذہب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا کہ آقا پیدل چل رہا ہو اور غلام سواری پہ سوار ہو۔

## میدان کارزار میں

کفار مکہ اپنے نامور سرداروں کی قیادت میں پہلے ہی بدر کے مقام پر پہنچ گئے اور مناسب جگہوں پر قبضہ کر لیا بنو زہرہ اور بنو عدی کے سوا باقی کفار قریش کے تمام قبائل میدان بدر میں حاضر تھے۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۲)

ادھر سرکار دو عالم ﷺ نے میدان بدر میں نزول اجلال فرمایا آپ نے جس جگہ پڑاؤ کیا وہاں کوئی کنواں تھا نہ کوئی چشمہ زمین اس قدر ریتلی تھی کہ گھوڑوں کے پاؤں زمین میں دھنستے تھے آپ نے حضرت حباب بن منذرؓ کی رائے کے مطابق جگہ تبدیل فرمالی خدا کی رحمت خاص کا ظہور بھی ہوا کہ بارش ہوئی اور میدان کی گرد اور ریت جم گئی اب مسلمانوں کے لئے چلنا پھرنا آسان ہو گیا تھا جب کہ کفار کی زمین کیچڑ سے بھر گئی چلتے ہوئے ان کا پاؤں پھسلتا تھا مسلمانوں نے غسل اور وضو کے لئے بھی کافی پانی جمع کر لیا۔

## کون، کہاں قتل ہو گا؟

رات کو چند جانثاروں کے ساتھ آپ نے میدان کارزار کا مشاہدہ فرمایا اور ایک چھڑی سے زمین پر نشانات لگائے ساتھ ہی فرمادیا کہ فلاں کافر کل فلاں جگہ پر قتل ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے جس جگہ جس کافر کی قتل گاہ بتائی تھی اس کی لاش ٹھیک اسی جگہ پائی گئی۔ (مسلم شریف جلد ۲ غزوہ بدر)

## حضرت سواد کی سعادت

جمعہ کا روز تھا، حضور ﷺ مجاہدین اسلام کی صف بندی فرما رہے تھے آپ نے دیکھا کہ حضرت سواد انصاریؓ کا پیٹ صف سے آگے نکلا ہوا ہے آپ نے اپنی چھڑی سے ان کے پیٹ پر ہلکی سی ٹھوکر لگائی اور فرمایا اے سواد، سیدھے کھڑے ہو جاؤ، حضرت سوادؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے میرے پیٹ پر ٹھوکر لگائی ہے میں بدلہ لینا چاہتا ہوں آپ نے اپنا پیراہن شریف اپنے شکم اطہر سے اٹھا کر فرمایا اے سواد میرا شکم حاضر ہے تم اس پر چھڑی سے ٹھوکر لگا کر بدلہ لے سکتے ہو حضرت سوادؓ نے آگے بڑھ کر آپ کا جسم اطہر چوم لیا اور والہانہ انداز سے آپ کے ساتھ لپٹ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے سواد تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کی آقا میں شہادت گاہ میں کھڑا ہوں، ہو سکتا ہے مجھے موت آجائے بس میری آرزو تھی کہ مرتے وقت میرا بدن آپ کے جسم اطہر سے چھو جائے حضور ﷺ نے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۲ غزوہ بدر)

## صدیق اکبرؓ کی بہادری

صف بندی سے فارغ ہو کر سرکار مدینہ ﷺ اپنے عریش مبارک (چھپر)

کے سائے میں تشریف لے گئے اب اس عریش مبارک کی حفاظت کا مسئلہ تھا کیونکہ کفار مکہ کے تمام تر حملوں کا رخ اس کی طرف ہی ہوتا تھا، کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اس کی حفاظت کا ذمہ لے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ننگی تلوار لے کر ڈٹ گئے علاوہ ازیں حضرت سعد بن معاذؓ بھی چند انصاری جوانوں کے ساتھ اس کے گرد پہرہ دیتے رہے۔

## حضور کی رقت انگیز دعا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! میری التجا ہے کہ اپنا عہد اور وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ تیری کبھی عبادت نہ ہو، اتنا کہنے پر حضرت ابو بکرؓ نے آپ کا دست مبارک تھام کے عرض کی، بس اتنا ہی کافی ہے۔ پس آپ یہ آیت کریمہ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ سیهزم الجمع و یولون الدبر، اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے۔ (بخاری کتاب المغازی)

## سرداران قریش کی ہلاکت کی دعا

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے قبلہ رو ہو کر قریش کے کچھ سرداروں کی ہلاکت کے لئے دعا کی، یعنی شیبہ، عتبہ، ولید، اور ابو جہل کے لئے میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کی لاشوں کو میدان بدر میں پڑے ہوئے دیکھا ہے کہ وہ دھوپ سے پھول گئی تھیں وہ بہت ہی گرم دن تھا۔ (ایضاً)

## لڑائی کا آغاز

میدان بدر میں لڑائی کا آغاز کرنے کے لئے شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، اور ولید بن عتبہ آگے بڑھے اہل اسلام کی طرف سے حضرت علی المرتضٰی، حضرت امیر حمزہ اور

حضرت عبیدہ بن حارثؓ نے ان کا مقابلہ کیا، حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں قرآن پاک کی یہ آیت ان دو گروہوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ هذان خصمان اختصموافي ربهم یعنی یہ دو فریق ہیں جو اپنے رب کے بارے میں بر سر پیکار ہوئے۔ (بخاری کتاب المغازی)

## حضرت عبیدہ اور انعام شہادت

حضرت امیر حمزہؓ نے عتبہ کو واصل جہنم کیا اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے ولید کو، حضرت عبیدہؓ شیبہ کے ہاتھوں شدید زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اسی اثناء میں ذوالفقار حیدری بجلی کی طرح چمکی اور شبیہ کا کام تمام کر گئی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت عبیدہؓ کو کندھے پر اٹھایا اور حضورؐ کی بارگاہ میں لے آئے حضرت عبیدہؓ کی پنڈلی ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی تھی اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں شہادت سے محروم ہو گیا آپ نے فرمایا نہیں! تم شہادت سے سر فراز کیئے گئے" انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آج اگر آپ کے اور میرے چچا ابو طالب زندہ ہوتے تو وہ مان جاتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق ہیں ہوں۔

ونسلمه حتى نصرع حوله
ونذهل عن ابناء ناوالحلائل

ہم حضور کو اس وقت دشمنوں کے سپرد کریں گے جب ہم ان کے گرد لڑ لڑ کر مات کھا جائیں گے اور اپنے بیٹوں اور بیویوں تک کو فراموش کر دیں گے۔ (ابو داؤد جلد ۲)

## نزول ملائکہ

حضور سرور عالم ﷺ کے لب ہائے نبوت سے نکلنے والی اثر انگیز دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ رحمت الٰہی جوش میں آئی اللہ کریم فرماتا ہے۔ اذتستغيثون ربكم فاستجاب لكم اني ممدكم بالف من الملئكة مردفين ۔ اے محبوب یاد کرو جب

تم فریاد کر رہے تھے اپنے پروردگار سے تو اس نے سن لی کہ میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے جو پے در پے اترنے والے ہیں۔(الانفال، ۹)

فرشتوں نے دشمنان اسلام کو اپنے گھیرے میں لے لیا، حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا:

"یہ ہے جبریل جو زرد عمامہ باندھے گھوڑے کی لگام پکڑے زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہے۔وہ نیچے اترا، ایک لمحہ مجھ سے غائب ہوا، پھر ظاہر ہوا کہ پاؤں پر گرد جمی ہوئی تھی اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ جس وقت آپ نے اپنے پروردگار کو پکارا تو آپ کے پروردگار کی امداد آپ کے پاس آگئی"(دلائل النبوۃ جلد ۳)

ایک روایت ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا"مبارک ہو ابوبکر! اللہ کی مدد آگئی، یہ جبریل ہے، جو گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے جارہا ہے اور اس کے گھوڑے کے پاؤں گرد آلود ہیں"(سیرت ابن کثیر جلد ۲)

جب خوب گھمسان کا رن پڑا تو فرشتے کسی کو نظر نہیں آتے تھے مگر ان کی حرب وضرب کے اثرات صاف نظر آتے تھے بعض کافروں کی ناک اور منہ پر کوڑوں کی مار کا نشان پایا جاتا تھا۔ کہیں بغیر تلوار مارے سر کٹ کر گرتا نظر آتا تھا یہ آسمان سے آنے والے فرشتوں کے کارنامے تھے۔(سیرت مصطفیٰ)

## حضرت حارثہ کا مقام

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حارثہؓ کو کسی نامعلوم شخص کا تیر لگا تو ان کا وصال ہو گیا ان کی والدہ حضور سرور کائناتﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی"یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتایئے میرا بیٹا کہاں ہے، اگر جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور اگر جنت میں نہیں تو اس پر نوحہ کروں گی حضور ﷺ نے فرمایا۔"تیرا بھلا ہو ایک نہیں بلکہ آٹھ جنتیں ہیں، تیرے بیٹے کو جنت الفردوس عطا کی گئی ہے۔(بخاری و مسلم)

## حضرت عمیر کا شوق

غزوہ بدر کے دوران سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کھڑے ہو جاؤ اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے خدا کی قسم جو شخص آج مشرکین سے لڑے اور اس عالم میں شہید ہو کہ صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ہو رضائے الٰہی کا امیدوار ہو اور اس کا منہ دشمن کی طرف ہو پیٹھ پھیرے ہوئے نہ ہو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا۔

یہ سن کر حضرت عمیر بن حمام انصاریؓ نے عرض کی "واہ واہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے" حضور نے فرمایا "ہاں"

وہ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے یہ کہہ کر میدان جنگ میں کود پڑے کہ میں کھجوریں کھانے کی دیر تک زندہ رہا تو یہ بہت لمبا عرصہ ہو گا اور اس بہادری و جانفشانی سے لڑے کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم کتاب الجہاد، ابن کثیر جلد ۲)

## حضور سب سے آگے تھے

حضور ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ اکٹھے میدان جہاد میں تشریف لائے اور مجاہدین اسلام کا ولولہ تازہ کیا، حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ "حضور ہماری راہنمائی فرما رہے تھے۔ اس دن سب سے زیادہ سخت جنگ حضور نے کی، حضور سے زیادہ مشرکین مکہ کے نزدیک کوئی نہیں تھا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۴)

## کنکریاں پھینکنا

ابو جہل نے کفار مکہ کو جوش دلایا "لات و عزیٰ کی قسم ہم یہاں سے نہیں جائیں گے یہاں تک کہ انہیں پہاڑوں میں درہم برہم نہ کر دیں"۔ کفار مکہ مسلمانوں کی صفوں پر مزید حملے کرنے لگے۔ یہ صورت حال دیکھ کر محبوب خدا ﷺ نے دعا کی۔

"اے اللہ! اگر مجاہدین اسلام کا یہ گروہ شہید ہو گیا تو زمین میں کبھی بھی تیری عبادت نہ کی جائے گی۔"

دعا لب اقدس سے نکلی تھی کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! مٹھی بھر کنکریاں لے کر کفار کی طرف پھینکئے آپ نے کنکریاں لے کر کفار کی طرف پھینکیں اور دعا فرمائی۔

اے اللہ! ان کے چہروں کو مسخ کر دے ان کے دلوں پر رعب طاری کر دے اور ان کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ پیدا کر دے۔ حضور ﷺ کے اس عمل سے جنگ کا نقشہ بدل گیا دوسرے ہی لمحے کفار مکہ بھاگ رہے تھے اور مسلمان ان کو واصل جہنم کر رہے تھے۔ (ایضاً جلد ۴)

## اسلام کے شاہین

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ دو نو عمر انصاری جوان مجھ سے پوچھنے لگے چچا جان! کیا آپ ابو جہل کو جانتے ہیں میں نے کہا ہاں! لیکن تمہیں اس سے کیا کام، وہ کہنے لگے "ہم نے سنا ہے کہ وہ ہمارے آقا کی شان میں بے ادبی کرتا ہے۔"

سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

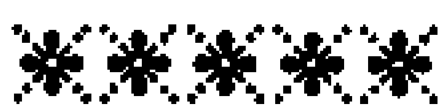
دریں اثنا میں نے دیکھا کہ ابو جہل کفار مکہ کو رجز پڑھ پڑھ کر جنگ کے لئے اکسا رہا ہے میں نے اس کی طرف اشارہ کیا یہ ہے وہ شخص جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے یہ کہنا تھا کہ وہ تیزی سے اس کی طرف لپکے اور اپنی تلواروں سے اسے گھائل کر دیا اور حضور سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے ابو جہل کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان کی خونیں تلواروں کو دیکھا اور تصدیق فرمائی تم دونوں نے اس کو قتل کر دیا ہے اسلام کے ان دو شاہینوں کی داستان شجاع کو امام

بخاری وامام مسلم جیسے لوگوں نے رقم کیا ہے یہ نوجوان حضرت عفراءؓ کے بیٹے تھے، معاذ اور معوذ، حضرت عفراءؓ کے تیسرے صاحبزادے حضرت عوف بن عفراءؓ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ مایضحك الرب من عبده اللہ اپنے بندے کی کس بات پہ خوش ہوتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا "بندہ جب برہنہ سر دشمن کی صفوں میں گھس کر جہاد کرتا ہے تو دیکھ کر اللہ خوش ہوتا ہے"

اللہ اکبر! محبوب زبان حق سے الفاظ کیا نکلے عاشق صادق نے فوراً عمل کیا اپنی زرہ اتار کر پھینک دی اور تلوار نکال کر کفار مکہ کی صفوں میں گھس گئے کئی کافروں کو مارا اور آخر جام شہادت نوش کیا۔ (ابن کثیر جلد ۳)

## فتح عظیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمایا، اہل اسلام کو عظیم فتح و نصرت نصیب ہوئی کافر اپنی لاشوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اہل مدینہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اہل مکہ اپنے عزیز و اقارب کا ماتم کرنے لگے کوئی ایسا گھر نہیں تھا جہاں سے آہ و فغاں کی دل سوز صدائیں نہ اٹھی ہوں ایک ماہ تک کفار مکہ کو ہوش نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں ان کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر اسیر، ان تمام کا غم ان کے لئے ناقابل برداشت تھا دوسری طرف جو پورے عرب میں ان کی مردانگی اور جاہ و منزلت کی دھاک بیٹھی تھی، اللہ کے شیروں نے ختم کر دی اس کا بھی از حد افسوس تھا غرض اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے خوفناک جرائم کی خوب سزا دی اور اپنے محبوب بندوں کو ان کے عزم و استقلال پر عظیم انعام، بلاشبہ وہ قادر کریم سزا و جزا کا مالک ہے۔



باب ۵

# حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں امیر المومنین حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا کی شہادت واقع ہوئی، اس باب میں ان کے اوصاف وکمالات کی داستان حسن بیان کی گئی ہے۔

# حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المومنین، تاجدار ھل اتی برادر مصطفیٰ سیدنا علی المرتضے شیر خدا
حضور سرور کونین کے چچا جناب ابو طالب کے لخت جگر تھے جب حضور علیہ السلام نے
توحید ورسالت کی تبلیغ شروع کی تو آپ ابھی نابالغ تھے۔ آپ نے فوراً حضور کی دعوت
خیر کو قبول کیا اور اشاعت اسلام میں مگن ہو گئے۔ آپ نابالغ بچوں میں سب سے پہلے
اسلام لائے (ازالۃ الخفاء ۴۵۲ از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ مطبوعہ کراچی) تربیت
صالحہ ہونے کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں بھی آپ پاکدامن رہے" (ریاض التواریخ از
پروفیسر بخاری مطبوعہ لاہور) دعوت ذوالعشیر میں آپ شریک تھے آپ نے بڑے
بڑے سرداران قریش کی موجودگی میں پیغمبر برحق کا ہر حال میں ساتھ دینے کا عزم کیا
چنانچہ تمام عمر حضرت علیؓ رسول خدا علیہ السلام کے جانباز رفیق رہے اور اسلام کی راہ میں
بڑی بڑی مشقتیں اٹھائیں اور کارنامے سرانجام دیئے" (تاریخ اسلام ۴۱۹ عبداللہ ملک
مطبوعہ لاہور) شعب ابی طالب میں آپ محصور ہوئے اور راہ حق پر بھوک اور پیاس کی
اذیت بھی برداشت کی ہجرت کی رات جب کفار مکہ دندناتے پھر رہے تھے آپ "بستر
نبوت" پر آرام فرماتے تھے۔ جان کا خطرہ سر پر منڈلا رہا تھا مگر آپ کے ایمان اور محبت
رسول کا عالم یہ تھا کہ فرماتے ہیں کہ اس شب میں جتنی میٹھی نیند سویا، زندگی میں کبھی
نہیں سویا۔ (ائمہ اہل بیت ۳۶ از محمد جمیل ایم اے مطبوعہ کراچی) سن ۲ ہجری میں آپ
کا نکاح سیدۃ النساء حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ اس میں حضرت ابوبکر
صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی کوشش کو بھی دخل تھا جیساکہ شیعہ کتب میں درج ہے
مثلاً شیخ طوسی سند معتبر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام روایت کردہ است کہ

نزد من آمد ابوبکر و عمرؓ وگفتند کہ چرا بہ نزد حضرت رسول نمی روی فاطمہ
راخواستگاری نمائی پس رفتم بخدمت آنحضرت۔

ترجمہ: شیخ طوسی نے حضرت علیؓ سے روایت (سند معتبر) کی کہ میرے پاس حضرت ابوبکر و عمر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم حضور کے پاس حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگنے کیوں نہیں جاتے چنانچہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (جلاء العیون ۱۲۰ از ملا مجلسی مطبوعہ تہران)

حضور رسالتماب ﷺ نے آپ کی درخواست قبول فرمائی آپ نے غزوہ بدر، غزوہ خندق، خیبر، حنین وغیرہ میں اپنی بے مثال بہادری کے جوہر دکھائے خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں مشیر اعلیٰ کا کام سرانجام دیتے رہے خلفائے ثلاثہ آپ کے مشوروں کا از حد احترام فرماتے تھے فاروق اعظمؓ جب بیت المقدس تشریف لے گئے تو آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ بعض شیعہ حضرات کا خیال ہے کہ حضرت امیرؓ تاحیات خلفائے ثلاثہ سے ناراض رہے ان کے نزدیک اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے ان کے ادوار حکومت میں نہ جہاد میں حصہ لیا اور نہ ان کے کاروبار حکومت میں ہم کہتے ہیں اس وہم کو جمہور محققین و مورخین نے تسلیم نہیں کیا، یہ سراسر تاریخ کے خلاف ہے حقیقت یہ ہے کہ:

''حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے اسلام کی بے بہا خدمات انجام دیں ہر نازک موقعہ پر اسلام کی مدافعت کیلئے سینہ سپر رہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اپنے عہد خلافت میں قریباً تمام اہم ملکی اور قومی معاملات میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے'' (حضرت علی بن ابی طالب گ ۶۴ از ارحان سرحدی مطبوعہ لاہور)

حضرت علی المرتضیٰؓ کا باقاعدہ جہاد کے لئے نہ نکلنا اس لئے تھا کہ آپ جیسے معاملہ فہم مدبر اور دوراندیش انسان کا دارالخلافت میں ہمہ وقت موجود ہونا بہت

ضروری تھا تاہم حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ کو بعض شورشوں کے دبانے پہ مامور فرمایا چنانچہ آپ نے بڑی کامیابی سے اپنا فرض انجام دیا" (ایضاً)

ارسل علی علیه السلام ابنه الحسن علیه السلام مع جیوش المسلمین وولا عمر الفاروقؓ فی حبیش من جنوده امیر وفتح الله الفارس.

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت حسن علیہ السلام کو مسلمانوں کے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا اور عمر فاروقؓ نے ان کو اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر کا امیر بنایا اور اللہ تعالیٰ نے فارس کو فتح کر دیا۔

(مشجر الاولیاء ۴۵ از سید نور بخش قستانی علیہ الرحمہ مطبوعہ لاہور)

حضرت علی المرتضیٰؓ ۲۴ ذوالحجہ ۳۵ تا ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ خلافت پر فائز المرام رہے آپ کا پانچ سالہ دور خلافت مصائب و آلام کا دور تھا مسلمانوں کی آپس کی چپقلش نے آپ کو سکون سے حکومت نہ کرنے دی جنگ جمل ۳۶ ہجری، جنگ صفین ۳۷ ہجری میں ہزاروں صحابہ کرام اور دیگر مسلمان کام آئے مگر ان مشکلات کے باوجود آپ نے خلفائے ثلاثہ کے عدل و انصاف، خلافت راشدہ کے اصول و ضوابط اور دیرینہ روایات کو ختم نہ ہونے دیا جیسا کہ آپ کی سیرت طیبہ سے روایت ہے ان جنگوں کے بارے میں جمہور اہل سنت و جماعت کا وہی عقیدہ ہے جس کی حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ترجمانی فرمائی حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کی لڑائیاں ہوئیں ان میں حضرت علیؓ حق پر تھے۔ اور یہ حضرات خطا پر، لیکن وہ خطا عنادی نہ تھی بلکہ خطائے اجتہادی تھی مجتہد کو اس خطائے اجتہادی پر بھی ایک ثواب ملتا ہے ہم کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رکھنے اور سب کی

تعظیم کرنے کا حکم ہے جو کسی صحابی کے ساتھ بغض و عداوت رکھے وہ بد مذہب ہے"۔ (مکتوب ۲۶۶ مکتوبات جلد اول مطبوعہ امر تسر بھارت)

جنگ نہروان میں خوارج کو عبرت ناک شکست ہوئی وہ حضرت علی المرتضیٰؓ کو شہید کرنے کی سازشیں کرنے لگے آپ کے علاوہ حضرت امیر معاویہ، حضرت عمرو بن العاصؓ بھی خوارج کی نظروں میں تھے۔ موخر الذکر تو بچ گئے لیکن حضرت علی المرتضیٰؓ ۴۰ ہجری کو ۱۷ رمضان المبارک کے دن صبح کی نماز کے وقت جامع مسجد کوفہ کی طرف جارہے تھے کہ عبدالرحمٰن بن ملجم اور شیب بن بجرہ خارجی نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے حملہ کر دیا آپ نے آواز دی تو لوگ دوڑے آئے انہوں نے عبدالرحمٰن ملجم کو گرفتار کر یا جب کہ شیب بن بجرہ بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔

زخم کاری تھا، زہر جسم اقدس میں اثر کر چکا تھا۔ آپ ۲۰ رمضان المبارک کی شب یک شنبہ وصال فرما گئے حضرت امام حسن نے نمازہ جنازہ پڑھائی۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

## اوصاف و خصائل

حضرت علی المرتضیٰؓ کی سیرت طیبہ ہر دور کے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے ذیل میں ہم آپ کے اوصاف و خصائل، سیرت و کردار اور انداز حیات کو مستند روایات کی روشنی میں قلمبند کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

### علم و فضل

آپ کے علم و فضل کی گواہی حضور فخر کائنات ﷺ نے ان مبارک الفاظ میں دی ہے۔ انا مدینة العلم وعلی بابها، میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ (جامع ترمذی باب فضائل علی مطبوعہ لاہور)

ایک روایت ہے "میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے" (مشکوۃ ۲۶۰،۳)

جناب عبداللہ ملک صاحب رقم طراز ہیں۔

آپ حکیم العرب اور انتہائی خوش بیان تھے، لکھتے تو حسن تحریر سے کاغذ کے صفحہ پر چمن کھلا دیتے تھے تقریر فرماتے تو علم و حکمت کے فردوس جگمگا اٹھتے تھے آپ اقلیم ادب کے شہنشاہ، کائنات فصاحت کے تاجدار اور جہان فقہ کے شہریار تھے، آپ کی شاعری دم مسیحا کا جواب تھی، جس سے مردہ دلوں میں بہاریں جاگ اٹھتی تھیں۔ آپ عربی قواعد کے موجد تھے۔" (تاریخ اسلام ۹ ۴ ۴ مطبوعہ لاہور)

حضرت علی المرتضیٰ کو قرآن و فقہ، تفسیر و تاریخ، کلام و تصوف، اور سابقہ کتب الہامی کے علوم پر یکساں و مکمل دسترس حاصل تھی۔ خلفائے ثلاثہ کے ادوار میں دیئے گئے مشورے اور کیے گئے علمی فیصلے آپ کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت ہیں خلفائے ثلاثہ نے بھی ان کی علمی جلالت کا تہہ دل سے اعتراف فرمایا ہے حضرت فاروق اعظمؓ کا مشہور قول ہے اگر علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا "یا اے اللہ! مجھ پر ایسی سختی نازل نہ کر مگر کہ ابوالحسن میری داہنی طرف موجود ہوں" (ریاض النفرہ فی خصائل العشرہ)

## تاجدار ولایت

حضرت علی المرتضیٰؓ فکر و عرفان کے شہنشاہ ہیں۔ حضور داتا گنج بخش المتوفی ۴۶۵ھ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تمام اولیاء اور اصفیاء کے پیشوا ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں ان کو تصوف میں شان عظیم اور مرتبہ بلند حاصل تھا اصول حقیقت میں اس قدر باریک نکتہ رس تھے کہ حضرت جنید علیہ الرحمۃ نے ان کی نسبت کہا "اصول اور بلاکشی پر ہمارے پیر علی المرتضیٰ ہیں" یعنی معاملت و علم میں ہمارے امام ہیں" (کشف المجوب

۴۰ اباب ۷ مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

تمام سلاسل اولیاء حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہیں اور ان سلاسل کے اقطاب و اوتاد کی روحانی تربیت کا فرض بھی آپ ہی سر انجام دیتے ہیں" (مکتوبات امام ربانی مطبوعہ کراچی)

فرماتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امیرؓ اپنی جسمانی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا وماویٰ تھے جیسا کہ آپ جسمانی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کو بھی فیض وہدایت اس راہ سے پہنچی ان کے ذریعہ سے پہنچی۔

حضرت خواجہ محمد پارسا خلیفہ حضرت خواجہ نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"اگر آپ کو امن کے ساتھ خلافت کرنے کا موقع میسر آتا تو آپ اس (علم تصوف) کے بارے میں ایسی باتیں بیان کرتے جن کے متحمل ہمارے قلوب نہ ہو سکتے (حضرت علی بن ابی طالب ۲۹۰) ان مقتدر اولیاء کرام کے ارشادات سے معلوم ہوا کہ آپ میدان فکر وعرفاں کے شہسوار ہیں۔

## زہد و استغنا

آپ سراپا زھد و تقویٰ، ورع و استغنا کی تصویر تھے آپ کو عالیشان محلات سے نفرت تھی کوفہ تشریف لائے تو دار الامارت کی بجائے ایک میدان میں فروکش ہوئے اور فرمایا عمر فاروقؓ نے ہمیشہ ان عالی شان محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا مجھے بھی اس کی حاجت نہیں، میدان میرے لئے بس کافی ہے"

(خلفائے راشدین ۷ ۵ ۳ از معین الدین ندوی)

گھر میں وہی سامان تھا جو حضرت خاتون جنت جہیز میں لے کر آئی تھیں کئی

کئی دن چولہا نہ جلتا آپ کا کھانا نہایت سادہ ہوتا تھا، آپ کی نان جویں بہت مشہور ہے ایک بار آپ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔

''تیری بو میں مہک، رنگ میں حسن اور ذائقہ میں لذت ہے مگر میں تیرا عادی نہیں ہونا چاہتا'' (کنز العمال ۴۰۹ جلد ۶)

''اوڑھنے کے لئے ایک چادر تھی۔ سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپاتے تو سر ننگا ہو جاتا'' (ازالۃ الخفاء از شاہ ولی اللہ دہوی بحوالہ تاریخ اسلام ۴۴۸)

آپ کا ارشاد صوفیہ کرام کے لئے تسکین جان ہے۔

''مسلمانوں کو چاہیے کہ اتنا کم کھائیں کہ بھوک سے ان کے پیٹ ہلکے رہیں، کم پیئیں کہ پیاس سے ان کے پیٹ سوکھے رہیں اور خوف خدا سے اتنا روئیں کہ ان کی آنکھیں زخمی رہیں'' (تاریخ تمدن اسلامی جلد ۴ ۷ ۳)

## شان عبادت

آپ رات اور اس کی تنہائیوں سے مانوس تھے۔ رات نماز پڑھتے رہتے، بہت کم سویا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ''جہاں تک مجھے معلوم ہے علی بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے'' عبادت کے دوران دنیا کو یوں مخاطب فرماتے۔

''کیا میرے سامنے بن سنور کر آئی ہے اور مجھ پر کمند ڈالتی ہے۔ دور ہو جا، دور ہو جا کسی اور کو فریب دے، میں تجھے ہمیشہ کے لئے الگ کر چکا ہوں، تیری عمر تھوڑی ہے، تیری مجلس حقیر ہے، تیری ہلاکت آسان ہے آہ زاد راہ کم ہے، سفر طویل اور راستہ اجاڑ ہے'' (تاریخ اسلام ۴۴۸)

نماز میں اس قدر محویت ہوتی کہ لوگوں نے آپ کے جسم اطہر میں کھبا ہوا تیر ا نکال لیا مگر آپ کو خبر تک نہ ہوئی اور نہ درد محسوس کیا۔

اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

## شجاعت وبسالت

بہادری تو آپ کی ضرب المثل ہے تاریخ اسلام آپ کی شجاعت وبسالت کی شہرہ آفاق داستانوں سے مالا مال ہے بدر واحد میدان ہوں یا خیبر و حنین کی رزم گاہیں، خندق کا مرحلہ درپیش ہو یا نہروان کا عرصہ تیغ و تبر ہر جگہ پہ ہر مقام پر شمشیر ذوالفقار فتح و کامرانی کا نشان بن کر ابھری۔ عمرو بن عبدود کے ٹکڑے کئے مرحب کو واصل جہنم کیا، ولید اور شیبہ کی گردنیں اڑائیں کیا لکھوں کیا کہوں ہر طرف یہی کہا جارہا ہے۔

لافتی الاعلی لاسیف الاذوالفقار

آپ کا نام حیدر بھی تھا، آپ بچپن سے ہی بہت بہادر اور شہ زور تھے۔ روایت ہے کہ ''آپ پنگھوڑے میں لیٹے ہوئے تھے کہ ایک اژدھا ادھر نکل آیا شیر خدا نے ''جلدی سے'' سانپ کو کھلونے کی طرح پکڑ لیا اور زور سے دبایا کہ سانپ ہاتھوں میں ہی دم توڑ گیا'' آپ کی والدہ نے آکر دیکھا کے ننھے حیدر کرار نے خوفناک سانپ کو ختم کر دیا تو فرمایا ''میرا بچہ تو شیر'' ہے۔ (مناقب الاصحاب الشیخ نجم الدین السقلانی)

آپ خود فرماتے ہیں۔

انا الذی سمتنی امی حیدر
ضر غام اجام ولیث قسورۃ

ترجمہ : میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے۔ اور میں وہ شیر ہوں جو چیر پھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔

اندازہ کیجئے کہ جس شہ زور کے بچپن کا یہ عالم ہو اس کی جوانی کا کیا عالم ہو گا، جو کی روٹی کھا کر اتنا بہادر اور صاحب قوت و استقلال ہونا ثابت کرتا ہے کہ بازوئے حیدر میں قوت ید اللٰہی کار فرما تھی۔ آپ کی تلوار (تقریباً) خلفائے ثلاثہ کے دور میں نیام میں رہی، جب باہر نکلی تو اس میں وہی چمک دمک تھی۔

## عدل وانصاف

آپ کا دور خلافت خانہ جنگی کی لپیٹ میں آگیا تھا مگر پھر بھی آپ نے عدل وانصاف کے انمٹ نقوش ثبت فرمائے ایک دفعہ اصفہان کے خراج کا مال آیا تو آپ نے اس کو سات حصوں میں تقسیم کیا ایک روٹی بچ گئی تو اسے بھی سات حصوں میں تقسیم کیا" (تاریخ کامل ۲۰۴) "آپ ہر فیصلہ مکمل عدل وانصاف کے ساتھ فرماتے تھے" (ازجح المطالب ۲۰۲)

آپ اپنے اعمال کا احتساب فرماتے حق دار کو اس کا حق جتنی جلدی ہو سکتا دلاتے تھے ایک بڑھیا نے آپ کے حضور ایک عامل کی شکایت کی تو آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا" اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے عاملوں کو تیری مخلوق پر زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دی" پھر آپ نے اس عامل کو خط لکھا کہ ترازو اور پیمانے کو پورا رکھو اور لوگوں کی چیزیں مت گھٹاؤ" آپ نے پھر تحقیق فرمائی جب وہ عامل غلط نکلا تو آپ نے اسے معزول کر دیا۔ (حضرت علی ابن ابی طالب ۲۶۴)

## دشمن سے بھی حسن سلوک

دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا آپ کا وصف عظیم تھا اپنے دشمن کے

ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنا واقعی آپ کا کام تھا ابن ملجم کے بارے میں وصیت فرمائی کہ "اس کو کھانا کھلاؤ دودھ پلاؤ" اگر میں زندہ رہا تو معاف کرنے یا قصاص لینے کا مجھے اختیار ہوگا۔ اگر شہید ہو گیا تو اسے میرے ساتھ ملا دینا"۔

جنگ جمل میں جو لوگ بھاگ گئے تو آپ نے ان کے لئے فرمان جاری کیا کہ زخمیوں پر کوڑے نہ برسائے جائیں، مال غنیمت نہ لوٹا جائے، جو ہتھیار ڈال دے اسے امان دی جائے" (اخبار الطوال صفحہ ۱۶۱)

دوران مقابلہ ایک دشمن کا ستر ننگا ہو گیا تو آپ اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے تاکہ اسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے ایک دشمن نے آپ پر تھوک دیا تو آپ نے اسے معاف کر دیا آپ خندہ رو اور خوش اخلاق بزرگ تھے۔

## سخاوت

کوئی سوالی آپ کی بارگاہ سے خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ امام شعبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں آپ تمام لوگوں میں سخی ترین تھے سخاوت اور کرم کو خدا کے لئے محبوب رکھتے مدینۃ المنورہ میں یہودیوں کے نخلستان میں محنت کرتے جو اجرت ملتی ناداروں اور بے کسوں میں بانٹ دیتے۔ (علی ابن ابی طالب ۲۶۶ بحوالہ مطالب السوال)

## امانت و دیانت

ہجرت کی رات حضور آپ کو تمام امانتیں سپرد کر کے مدینۃ المنورہ کی طرف چلے گئے تو آپ نے صبح اٹھ کر تمام امانتیں اہل افراد تک پہنچا دیں، آپ کی ساری عمر دیانت کے حسین واقعات سے لبریز ہے آپ کی تکلیفیں دیکھ کر آپ کے غلام نے بیت المال سے سونے چاندی کے کچھ برتن آپ کے لئے الگ کر لئے تو آپ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے تو میرے گھر کو اتنی بڑی آگ میں جھونک رہا ہے" اور اسی وقت تمام برتن مسلمانوں میں بانٹ دیئے۔ (کنز العمال ۹۰۴ جلد ۶)

## ضبط و حلم

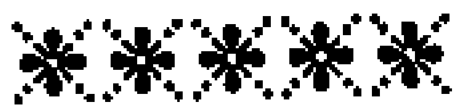
روایت ہے کہ ایک بار آپ نے غلام کو آواز دی۔ وہ نہ آیا پھر آواز دی وہ اب بھی نہ آیا تیسری آواز پر بھی نہ آیا تو آپ اٹھ کر اس کے پاس گئے اور کہا "اے لڑکے تو میری نہیں سنتا" اس نے کہا "ہاں سنتا ہوں مگر آپ کے حلم کے باعث سزا سے بے خوف ہوں آپ نے فرمایا جا میں نے تجھے اللہ کے لئے آزاد کیا۔

(احیاء العلوم از امام غزالی علیہ الرحمہ)

آپ بہت حلیم الطبع تھے ہمیشہ متبسم رہتے ناگوار بات سے بھی پیشانی مبارک پر شکن نمودار نہ ہوتی جب حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہا کی شادی آپ سے کی تو فرمایا اے بیٹی! کیا تو راضی نہیں کہ میں تیرا نکاح اسلام میں مقدم ترین، علم میں ذہین اور حلم میں حلیم انسان سے کر رہا ہوں"

الغرض آپ تواضع پسند، منکسر المزاج، حق گو اور نہایت صابر و شاکر تھے، مصائب و آلام میں گھبرانا آپ نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

اوصاف علیؓ بہ گفتگو ممکن نیست
گنجائش بحر در سبو ممکن نیست



# باب ٦

# فتحِ مُبین

رمضان المبارک ۸ھ کو اللہ پاک نے اپنے محبوب سیاح افلاک کو مکہ مکرمہ کی عظیم الشان فتح و نصرت سے نوازا جس کی بدولت دیار عرب سے کفر و شرک کے اندھیرے کافور ہو گئے، اس باب میں سریہ ابو قتادہ بن ربعی اور فتح مبین کی روح افروز جھلکیاں نظر آرہی ہیں۔

# سریہ ابو قتادہ بن ربعی

جب آنحضرت ﷺ نے اہل مکہ سے جنگ کا ارادہ کیا تو آپ نے آٹھ آدمیوں کا ایک سریہ دے کر ابو قتادہ بن ربعی کو قبیلہ اضم کی طرف بھیجا جو مدینہ سے تین برید کے فاصلہ پر ذی خشب اور ذی مردہ کے درمیان آباد تھا یہ شروع رمضان ۸ ھ کا واقعہ ہے، مقصد یہ تھا کہ یہ مشہور ہو جائے کہ آپ اس علاقہ پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے ہیں اور لوگ یہ خبریں سن کر دہشت زدہ ہو جائیں اور آپ کے خلاف کسی کاروائی میں حصہ نہ لیں اس سفر میں ان کی ملاقات عامر بن اضبط سے ہوئی اس نے اہل اسلام کے طریقہ پر ان کو "اسلام علیکم" کہا مگر محلم بن جثامہ نے اس کو قتل کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا، (النساء ۹۴) یعنی جو تمہیں السلام علیکم کہے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ (رواہ احمد)

ہدی میں لکھا ہے کہ محلم بن جثامہ نے اس کو کسی پرانی رنجش کی وجہ سے قتل کیا تھا ابن جریر نے اس سے زیادہ اس طرح بیان کیا ہے کہ پھر کسی موقعہ پر محلم دو چادروں میں ملبوس آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے استغفار کی درخواست کی مگر آپ نے فرمایا تیرے لئے اللہ کی طرف سے کوئی مغفرت نہیں یہ سن کر وہ روتا ہوا اٹھ کر چلا گیا اور اپنی چادروں سے آنسو پونچھتا تھا ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا دفن کرنے کے بعد زمین نے اس کو باہر پھینک دیا لوگوں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا زمین اس سے بھی بدتر انسان کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرنا چاہتا ہے۔ ابن اسحاق نے اس سریہ کو ابن ابی حدرد کی طرف منسوب کیا ہے۔ (مختصر سیرت الرسول ص ۵۲۶)

# فتح مبین

رمضان المبارک ۸ھ بمطابق جنوری ۶۳۰ء میں تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین دن ظاہر ہوا جب اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو مکہ مکرمہ کی فتح مبین سے سرفراز فرمایا۔ زاد المعاد میں لکھا ہے کہ فتح مکہ وہ فتح اعظم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین، اپنے رسول، اپنی فوج اور اپنے حرم امین کو عزت بخشی اور اس کے ذریعہ اپنے شہر اور اپنے گھر جس کو اہل دنیا کے لئے موجب رحمت بنایا تھا مشرکوں اور کافروں سے آزاد کروایا اور یہ وہ فتح عظیم ہے جس سے آسمان پر رہنے والے فرشتے خوش ہوئے جس کو دیکھ کر لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اور زمین کا چہرہ خوشی سے منور ہو گیا"

صحیح بخاری میں ہے کہ یہ جنگ ہجرت کے ساڑھے آٹھ سال بعد پیش آئی۔

## غزوہ مکہ کا سبب

تاریخ نویسوں نے غزوہ مکہ کا مندرجہ ذیل سبب بیان کیا ہے۔

کفار قریش نے صلح نامہ حدیبیہ کی عہد شکنی کی انہوں نے حرم مکہ میں بنو بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کا خون بہایا اور اپنی اس شرمناک حرکت سے معاہدے کی دھجیاں اڑا دیں لہٰذا مسلمانوں کو رسول اللہ کی قیادت میں بنی خزاعہ کی امداد کے لئے مکہ مکرمہ پہ حملہ آور ہونا پڑا، بنو خزاعہ کے مظلوم مکہ میں رہ کر حضور کو پکار رہے تھے، چنانچہ مشہور روایت ہے کہ حضور ﷺ وضو خانے میں تھے کہ تین مرتبہ فرمایا، لبیک، نصرت، میں حاضر ہوں تمہاری مدد کی گئی، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر حضور نے مدینہ شریف رہتے ہوئے مکہ مکرمہ کے سارے حالات بیان کر دیئے فرمایا بنی خزاعہ نے مجھے مدد کے لئے پکارا ہے، اور میں نے ان کی پکار کا جواب دیا ہے۔ (زرقانی جلد ۲ ص ۲۹۰، مختصر سیرۃ الرسول ۵۲۸)

## اسلام دین امن ہے

حضور سرور کائنات علیہ وسلم ﷺ نے زمانے کو دین امن عطا فرمایا یہی وجہ ہے کہ آپ نے اتنے وحشتناک واقعہ کے بعد بھی امن و سلامتی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے قریش مکہ کے سامنے تین شرائط رکھیں کہ ان میں سے کوئی ایک قبول کر لیں۔

۱) بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہادیا جائے۔

۲) قریش بنی بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

۳) معاہدہ حدیبیہ کے ٹوٹنے کا اعلان کر دیا جائے۔

قرطہ بن عبد عمرو نے قریش کا نمائندہ بن کر جواب دیا کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے لیکن قاصد رسول کے جانے کے بعد قریش کو اپنی بات پر ندامت ہوئی چنانچہ انہوں نے ابو سفیان کو مدینہ منورہ بھیجا کہ معاہدہ کی تجدید کرے گویا اس جنگ کے اسباب قریش نے مہیا کیے۔

## ابو سفیان کی آمد

ابو سفیان مدینہ منورہ آیا اور حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر پہنچا جو اس کی بیٹی تھیں۔ اس نے بستر نبوت پر بیٹھنا چاہا تو حضرت ام حبیبہؓ نے روک دیا اس لئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور تم مشرک و نجس ہو، یہ سن کر ابو سفیان کے دل پر قیامت گزر گئی پھر وہ حضور کی بارگاہ میں گیا اور اپنا مقصد بیان کیا مگر حضور نے کوئی جواب نہ دیا بعد ازاں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کے پاس جا کر مدعا بیان کیا مگر سب نے یہی کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ارادے میں مداخلت کی مجال نہیں رکھتے۔ ابو سفیان ہر طرف سے ناکام ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا۔ قریش نے پوچھا کہ کیا معاہدے کی تجدید ہو گئی اس نے کہا

نہیں، قریش نے کہا یہ تو کچھ بھی نہ ہوا، نہ تو یہ صلح ہے کہ ہم سکون سے بیٹھے رہیں اور نہ یہ جنگ ہے کہ جنگ کا سامان تیار کریں۔

## اعلان جنگ

ابو سفیان کی واپسی کے بعد حضور علیہ نے جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا اور تمام حلیف قبائل سے بھی رابطہ قائم کیا کہ سب تیار ہو جائیں مگر یہ حضرت ابو بکرؓ تک بھی کسی کو نہ بتایا کہ جنگ کا اعلان کس کے خلاف ہے، انہوں نے اپنی لخت جگر حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ کہاں کا ارادہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ واللہ مجھے کچھ معلوم نہیں، دراصل حضور انتہائی رازداری سے مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے۔

## حضرت حاطب اور رحمت محبوب

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کو خط لکھ دیا کہ حضور جنگی تیاریاں فرما رہے ہیں لہٰذا تم ہوشیار ہو جاؤ شاید حملہ تم پر کیا جائے یہ خط لے کر ایک عورت روانہ ہو گئی حضور علیہ نے چشم غیب داں سے حضرت حاطب کی کاروائی کو دیکھ لیا اور حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو اس کے پیچھے روانہ کیا کہ تینوں "روضہ خاخ" چلے جاؤ وہاں ایک عورت کے پاس ایک خط ہے اس سے وہ خط چھین کر میرے پاس لاؤ تینوں حضرات نے عورت کو گرفتار کیا اور پوچھا کہ خط نکالو اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں، حضرت علی نے فرمایا اللہ کی قسم رسول اللہ کبھی جھوٹی بات نہیں کہتے اور نہ ہم جھوٹ بولتے ہیں اس عورت نے خط نکال کر پیش کر دیا۔

یہ حضرت حاطب کا خط تھا، حضور علیہ نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے انہوں نے عذر پیش کیا کہ میرے بیوی بچے مکہ میں موجود ہیں میں قریش کے احسان کا بدلہ اس صورت میں ادا کرنا چاہتا تھا حضور میرے بارے میں

جلدی نہ فرمائیں میں واقعی سچا مسلمان ہوں حضور رحمت عالم نے اپنے غلام کی اتنی بڑی خطا پر بھی عفو ودر گزر سے کام لیا اور جبین رحمت پر شکن نہ آنے دی۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑادوں، حضور نے فرمایا، اے عمر کیا تمہیں خبر نہیں کہ حاطب اہل بدر میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا "تم جو چاہو کرو تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی" یہ سن کر حضرت عمر کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ کہہ کر چپ ہو گئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ، (سورۃ ممتحنہ، ۱)

## مکہ مکرمہ کو روانگی

حضور ﷺ نے حلیف قبائل اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ، اشجع اور سلیم کو ساتھ لیا اور دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے، یہ رمضان کا مہینہ تھا، آپ نے قدید اور عسفان کے درمیان کدید نامی کنوئیں پر جا کر روزہ چھوڑ دیا، سب صحابہ کرام نے بھی روزہ چھوڑ دیا۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

جحفہ کے مقام پر حضرت عباس سے ملاقات ہوئی جو اپنے اہل و عیال کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے اس طرح آپ کے چچازاد بھائی ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور آپ کے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن امیہ ملے، ان سب نے حضور ﷺ سے معافی طلب کی، اور حضرت علیؓ کے بتانے پر انہوں نے وہ بات کی جو برادران یوسف نے کہی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور یہ بھی تسلیم

کرتے ہیں کہ ہم خطاکار تھے حضور نے ان سے وہی فرمایا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہاری خطاء معاف کرے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ابو سفیان نے یہ شعر پڑھے۔

''تیری بقا کی قسم میں نے جس دن اس لئے جھنڈا اٹھایا تھا کہ محمد مصطفیٰ کے لشکر پر لات کا لشکر غالب آجائے اس وقت میں رات کے مسافر کی طرح تھا جو اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے اب مجھے سیدھا راستہ نظر آگیا ہے اور میں اس پر چلنے لگا ہوں مجھے کسی راہنما نے راستہ پر ڈال دیا ہے اور اللہ کی راہ پر چلنے کی مجھے اس نے خبر دی ہے جس کو میں نے وطن سے نکال دیا تھا۔

حضور ﷺ نے یہ شعر سن کر اس کے سینے پر ہاتھ مبارک مارا اور فرمایا تم نے مجھے وطن سے نکالا تھا پھر حضور اس کے ساتھ بہت محبت فرماتے تھے ایک مرتبہ فرمایا مجھے اُمید ہے کہ یہ حمزہ کا نعم البدل ثابت ہوگا۔ (سیرۃ الرسول ص ۵۳۵)

## آگ ہی آگ

حضور پر نور ﷺ نے مر الظہران پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور ہر مجاہد کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی آگ جلائے جب ہزاروں مجاہدوں نے آگ جلائی تو اس میدان میں دور تک آگ ہی آگ نظر آرہی تھی یہ منظر دیکھ کر حضرت عباس نے سوچا کہ اگر قریش نے آکر امان طلب نہ کی تو ان کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے یہ رات کو حضور ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر نکلے ادھر ابو سفیان سردار مکہ اپنے ساتھیوں حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ کے ساتھ نکلا ہوا تھا اس نے میلوں کی مسافت میں پھیلی آگ کو دیکھ کر

حیرت ووحشت کا اظہار کیا حضرت عباس کی ان تینوں سے ملاقات ہو گئی۔

ابوسفیان : اے عباس تم پر میرے ماں باپ فدا، کہاں سے آرہے ہو اور یہ آگ کیسی ہے ؟

حضرت عباس : یہ رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی آگ ہے، ہائے قریش کی ہلاکت قریب ہے۔

ابوسفیان : اب نجات کی کیا صورت ہے ؟

حضرت عباس : خدا کی قسم اگر تم رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ لگ گئے تو تیری گردن اڑادیں گے، میرے پیچھے خچر پر بیٹھ جاؤ، میں تمہارے لئے آپ سے امن حاصل کرتا ہوں باقی دونوں ساتھی واپس چلے گئے اور حضرت عباس ابوسفیان کو لے کر لشکر گاہ میں آگئے مسلمانوں نے ابوسفیان کو پہچان لیا اور اس کے خلاف غیض و غضب کا اظہار کیا حضرت عباس، حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر امن کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا چچا جان اس کو اپنے ڈیرے پر لے جائیں صبح پیش کریں صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا "ابوسفیان ! تجھ پر افسوس کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم یقین کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس نے کہا۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کتنے بردبار، کتنے معزز اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں اللہ کی قسم مجھے یقین ہو گیا ہے کہ واقعی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

حضرت عباس نے کہا، تم پر افسوس، ساتھ رسول اللہ کی رسالت کی گواہی بھی دو، چنانچہ ابوسفیان فوراً مسلمان ہو گیا اور شہادت حق کا اقرار کر لیا۔

پھر حضور ﷺ نے ابوسفیانؓ کو مراعات عطا فرمائیں کہ جو تمہارے گھر میں داخل ہو گا اسے امان دی جائے خواہ اپنا دروازہ بند کر لے گا اسے امان دی جائے گی، جو بیت اللہ میں آجائے گا اسے امان دی جائے گی، حضور نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو بلندی پر لے جا کر لشکر اسلام کی شان و شوکت دکھائی جائے۔

ابو سفیانؓ نے سب کچھ دیکھا کہا اے عباس! تیرے بھتیجے کی بہت بڑی بادشاہی قائم ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا یہ سب کچھ ان کی نبوت کا کمال ہے، اس نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے، انہوں نے کہا چلو، اپنی قوم کی فکر کرو۔

## آج تو رحمت کا دن ہے

لشکر اسلام نہایت کروفر کے ساتھ مکہ میں داخل ہو رہا تھا انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا مہاجرین کا جھنڈا حضرت زبیر کے ہاتھ میں تھا حضور اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ نزول اجلال فرما رہے تھے ابو سفیان کو دیکھ کر حضرت سعد نے کہا کہ آج گھمسان کی جنگ کا دن ہے، آج کعبہ میں خون بہانہ حلال کر دیا گیا ہے، ابو سفیان اس جلالی رجز سے کانپ اٹھا اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی حضور نے فرمایا۔

''سعد بن عبادہ نے اتنی غلط بات کیوں کہہ دی اور جھنڈا ان سے لے کر ان کے بیٹے قیس بن سعد کو عطا کر دیا'' (زرقانی جلد ۲)

ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوسفیان ''**الیوم یوم الرحمة**'' آج تو رحمت کا دن ہے۔ (ایضاً)

حضور ﷺ کے اعلان رحمت کے بعد بھی عکرمہ بن ابو جہل نے چند جوانوں کو ساتھ لے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستے پر حملہ کر دیا جس سے تین صحابہ شہید ہوئے، جواباً حضرت خالد کے حملہ سے تیرہ کفار جہنم رسید ہو گئے، حضور نے حضرت خالد سے فرمایا کہ میں نے تو جنگ سے منع کر دیا تھا، یہ تلواریں کیوں چمک رہی ہیں، انہوں نے عذر پیش کیا کہ پہل کفار کی طرف سے ہوئی ہے جنگ کے سوا ہمارے لئے کوئی چارہ کار نہیں تھا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اس نے جو چاہا وہی بہتر ہے۔ (ایضاً)

## سید الفاتحین کا انکسار

چشم فلک نے ایسا فاتح کہاں دیکھا ہوگا جو اپنے خون کے پیاسوں جان کے دشمنوں، وطن سے نکالنے والوں، راہ میں کانٹے بچھانے والوں اور معاشرتی بائیکاٹ کرنے والوں کے ساتھ اس رحمت ورافت کا سلوک کرتا ہے، حضور اس شان سے داخل مکہ ہوئے کہ اونٹنی قصواپر سوار تھے، سر انور پر سیاہ عمامہ شریف تھا، بخاری کے مطابق، سر انور پر مغفر تھا، ایک طرف حضرت ابو بکر تھے اور دوسری طرف اسید بن حضیر تھے، لب ہائے نبوت پر سورۃ الفتح مسکرا رہی تھی، سر اقدس انکسار سے بار بار پالان سے لگ رہا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار بندگی کا ایک انداز تھا۔

حضور ﷺ نے اپنی چچازاد بہن حضرت ام ہانی کے گھر قیام فرمایا وہاں غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔ (بخاری)

آپ نے ام ہانی کے گھر خشک روٹی کے چند ٹکڑے سرکہ کے ساتھ تناول فرمائے اور خدا کا شکر ادا کیا، پھر فرمایا "سرکہ بہترین سالن ہے" جس گھر میں سرکہ ہوگا اس گھر والے محتاج نہ ہوں گے، حضرت ام ہانی نے عرض کیا، حضور میں نے حارث بن ہشام ابو جہل کے بھائی اور زہیر بن امیہ کو پناہ دی ہے لیکن میرا بھائی علی ان کو قتل کرنا چاہتا ہے کیونکہ ان دونوں نے خالد بن ولید کے دستے پر حملہ کیا تھا حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا "اے ام ہانی! جس کو تم نے امان دی اس کے لئے ہماری طرف سے بھی امان ہے" (زرقانی جلد ۲)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

## تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا

حضور سید الفاتحین ﷺ کا پرچم نصرت جحون میں مسجد الفتح کے قریب گاڑا

گیا آپ اپنی لونٹنی پر سوار ہوئے پیچھے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بٹھایا آپ مسجد حرام کی طرف روانہ ہوئے حضرت بلال اور کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ بھی ہمراہ تھے آپ نے صحن مسجد میں سواری کو بٹھایا اور کعبہ مشرفہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔ (بخاری)

حضور علیہ السلام نے بیت اللہ شریف میں رکھے گئے معبودان باطلہ کو توڑ دیا اور اپنے جد اعلیٰ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی یادگار کو شرک و کفر کی نجاستوں سے ہمیشہ کے لئے پاک کر دیا آپ بتوں کو اپنی چھڑی سے ٹھونکے مار مار کر گراتے جاتے تھے اس وقت آپ یہ آیت تلاوت فرما رہا تھے۔

جآء الحق وزهق الباطل۔ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز ہے۔ (بخاری)

جب تمام حرم مقدس بتوں سے پاک ہو گیا تو حضرت اسامہ، حضرت بلال اور عثمان بن طلحہ کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے، بیت اللہ کے تمام گوشوں میں تکبیر بلند کی، اور دو رکعت نماز بھی ادا فرمائی۔ (بخاری)

جب کعبہ شریف سے باہر آئے تو عثمان بن طلحہ سے فرمایا یہ لو، کعبہ شریف کی چابی یہ تم سے وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا" (زرقانی جلد ۲)

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا

## خطاب ذیشان

حضور فخر انسانیت علیہ السلام نے حرم کعبہ میں دربار عام منعقد فرمایا، افواج اسلام کے علاوہ ہزاروں کفار عرب موجود تھے سب کی گردنیں خم تھیں، لب بند تھے، جسموں پر ہیبت طاری تھی، حضور علیہ السلام کی مقدس آواز گونج رہی تھی۔

"ایک خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اس نے اپنے بندے کی امداد کی اور کفار کے تمام لشکروں کو تنہا شکست فاش دی، تمام فخر کی باتیں، تمام پرانے خونوں کا بدلہ، تمام پرانے خون بہا، جاہلیت کی رسمیں، سب میرے قدموں کے نیچے ہیں، صرف کعبہ کی تولیت اور حجاج کو پانی پلانا، یہ دو اعزاز اس سے مستثنیٰ ہیں اے قوم قریش اب جاہلیت کا غرور، اور خاندانوں کا افتخار خدا نے ختم کر دیا، تمام لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔" (بخاری)

بعد ازاں حضور ﷺ نے کفار قریش کو مخاطب فرمایا:

"تمہیں کچھ خبر ہے کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنا والا ہوں"

حضور کے اس سوال سے تمام کفار قریش کے قدم لرزنے لگے، انہیں اپنے اعمال نامے یاد آرہے تھے کہ کس طرح انہوں نے اس محسن انسانیت کا قافیہ حیات تنگ کیا تھا، کس طرح اسے اور اس کے عظیم ساتھیوں کو وطن سے نکالا تھا اور کس طرح وطن سے دور مدینہ طیبہ میں بھی چین نہ لینے دیا تھا، اپنے کفر و غرور اور حضور کے فقر غیور کے سب مرحلے آنکھوں کے سامنے متحرک تھے امید و بیم کی کیفیات سے دو چار ہو کر بولے "آپ مہربان بھائی ہیں اور مہربان باپ کے لخت جگر ہیں" حضور نے نگاہ رحمت سے سب کو دیکھا اور رحم کی بھیک مانگنے والوں کو اپنے عفو و درگذر کی دولت سے غنی کر دیا، نہایت شفقت و محبت سے فرمایا۔

"آج کے دن تم سے کوئی باز پرس نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو" (زرقانی جلد ۲)

حضور پرنور ﷺ کی رحمت وصداقت کے سمندر کو موجزن دیکھا تو سب کفار قریش کی نگاہیں فرط ندامت سے اشکبار ہو گئیں، دل جذبات تشکر سے لبریز ہو گئے سر اعتراف منت سے سر نگوں ہو گئے امیدیں جوان ہو گئیں، مایوسیوں کے بادل چھٹ گئے، زبانوں پر کلمہ توحید ورسالت کے نغمے جاری ہو گئے۔ لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ۔ کے فلک شگاف نعروں سے حرم مقدس کی سرزمین معمور ہو گئی۔

پوری تاریخ انسانیت کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں بڑے بڑے فاتحین نظر آتے ہیں، جمشید ودارا کی شوکت سکندر وسلیم کی ہیبت، مصری، یونانی، رومی، ایرانی تہذیبوں کے عروج دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن کبھی کسی نے کسی کو معاف نہیں کیا، محکوم بلکتے رہے، مظلوم چلاتے رہے، حاکموں نے سسکتی ہوئی آدمیت کو پامال کرنا ہی اپنی شان افتخار کا باعث تصور کیا، لیکن ادھر بات ہی کچھ اور تھی وہ دنیا کے حکمران تھے، یہ آخرت کے شہنشاہ ہیں۔ ایک خدا کی حاکمیت کو نافذ کر کے تمام ادنیٰ واعلیٰ، اسود واحمر، عربی وعجمی، بندہ وآقا کے امتیازات کو ختم کرنے والے تاجدار ہیں۔

حضور آئے تو چمکا نجم قسمت آدمیت کا
حضور آئے تو لہرایا علم حسن سعادت کا

## انصار مدینہ کی محبت

انصار مدینہ نے جب قریش کے ساتھ حضور ﷺ کا یہ کریمانہ سلوک دیکھا تو وہ سوچنے لگے کہ شاید حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں قیام فرمالیں گے اور ہم لوگ حضور ﷺ کی بارگاہ رحمت سے دور ہو جائیں گے حضور نے ان کے جذبہ محبت کو دیکھا تو فرمایا، اے انصار مدینہ، اللہ ایسا نہ کرے! اب تو ہماری حیات اور وفات تمہارے ہی ساتھ ہے، یہ مژدہ جانفزا سن کر انصار مدینہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، اور انہوں نے

عرض کیا، حضور جو کچھ ہمارے دل میں خیال گزرا اور زبان پر آیا اس کی وجہ آپ کے ساتھ والہانہ محبت کا جذبہ ہے ہم آپ کا فراق ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ (ابن ہشام جلد ۲)

## حضرت بلال کا شرف

نماز کا وقت ہوا تو حضور نے بارگاہ رسالت کے موذن حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ کعبہ مشرفہ کی چھت پر سوار ہو کر اذان بلند کریں دراصل اس کی یہ وجہ تھی کہ رحمت عالم اہل مکہ کو دکھانا چاہتے تھے کہ دیکھو! وہی بلال جس کو حقارت و نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اسلام کی نسبت نے اسے کتنا معزز و محترم بنا دیا ہے مکہ کی گلیوں میں ماریں کھانے والا آج کعبہ کے سر پر کھڑا ہو کر اللہ کی کبرائی اور رسول کی مصطفائی کی دہائی دے رہا ہے حضور دنیا میں ذروں کو وسعت صحرا اور قطروں کو صورت دریا عطا کرنے کے لئے آئے ہیں غلاموں کو اماموں کا درجہ دینے کے لئے آئے ہیں۔

## سب حضور کے غلام بن گئے

حضور ﷺ نے کوہ صفا کے دامن میں لوگوں کو اپنے دست حق پرست پر بیعت کیا پہلے مرد بیعت ہوئے پھر عورتوں کی باری آئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے خدا کی قسم حضور کے ہاتھ نے بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہ چھوا صرف کلام سے ہی بیعت فرماتے تھے۔ (بخاری)

انہی عورتوں میں ابو سفیان کی زوجہ ہند بنت عتبہ بھی حاضر ہوئی اس عورت نے حضور کے عزیز چچا حضرت حمزہ کا جگر چبایا تھا ان کے اعضا کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا تھا اس نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتے وقت بڑی بے باکی سے گفتگو کرتی رہی لیکن رسول کریم نے عفو و حلم کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اس کو بھی معافی کا پروانہ جاری کر دیا ابتداً ابو سفیان اور اس کی زوجہ ہند اسلام میں متذبذب تھی لیکن حضور ﷺ کی برکت و

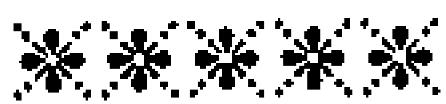
صحبت سے یہ لوگ کامل الایمان ہو گئے اسلام کی خدمت کی، جنگوں میں بہادری کے جوہر دکھائے، ان کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا للہٰذا ان پر ریب و عیب کے الزام لگانا سراسر غلط ہے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا۔

حضور پہلے میں سب سے زیادہ آپ کے گھر والوں سے نفرت
کرتی تھی اب میں سب سے زیادہ آپ کے گھر والوں سے محبت
کرنا پسند کرتی ہوں۔ (بخاری)

ابو سفیان کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے حضور کے سامنے اپنے دل میں سوچا کہ "کاش میں ایک فوج تیار کر کے آپ سے جنگ کرتا" حضور نے ان کے دل کا خیال پڑھتے ہوئے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، اگر تو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرے گا" اس پر انہوں نے استغفار کیا اور عرض کیا، مجھے آپ کی نبوت کا یقین کامل ہو گیا ہے کیونکہ آپ نے میرے دل میں پوشیدہ خیال کو بھی جان لیا ہے۔ (زرقانی جلد ۲)

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کے ہاتھوں سے عزیٰ کا مت برباد کروایا، ایک روایت ہے کہ اسے حضرت علی نے توڑا تھا، مکہ کے اطراف میں مختلف قبائل کے بت تھے صحابہ کرام کے لشکروں نے ان کی جھوٹی خدائی کا بھی خاتمہ کر دیا ہر طرف توحید کے غلغلے برپا ہو گئے۔

آنجا کہ بود نعرہ کفارہ مشرکاں
اکنون خروش نعرۂ اللہ اکبر است



باب ۷

# سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

محسنہ اسلام اُم المؤمنین سیدہ خدیجۃ اکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال پاک رمضان المبارک کی دس تاریخ کو ہوا۔ یہ حضور پر نور ﷺ کے لئے بہت غمناک دن تھا، اس باب میں حضرت کبریٰ رضی اللہ عنہا کی شان و عظمت کے جگمگاتے ہوئے چراغ دلوں کو منور کر رہے ہیں۔

# سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

## نام ونسب

آپ کا نام نامی خدیجہ ہے باپ کا نام خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ ابن قصی اور ماں کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ آپ خاندان قریش کی بہت معزز و معتبر اور دولت مند خاتون تھیں آپ کا باپ عرب کا نامور تاجر تھا، آپ کا سلسلہ نسب حضرت لوئی پہ جاکر حضور ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔

اس بات پر تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ حضرت کبریٰ رضی اللہ عنہا کو دور جہالت میں بھی طاہرہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا، جب حضور ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ سال کی ہوئی تو انہوں نے حضور ﷺ کو اپنا سامان تجارت دے کر ملک شام بھیجا، حضور ﷺ نے تمام سفر تجارت میں اعلیٰ اخلاق اور بلند اوصاف کے نقوش ثبت فرمائے جن کو حضرت کبریٰ کا غلام میسرہ پوری طرح مشاہدہ کر رہا تھا نیز دوران سفر اس نے آپ کے بارے میں عجائبات بھی ملاحظہ کئے بادلوں کا سر انور پر سایہ فگن ہونا وغیرہ، اس نے تمام احوال اپنی مالکہ کے حضور بیان کر دیئے، حضرت کبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور پر نور ﷺ کو پیغام نکاح بھیجا جسے قبول کر لیا گیا نکاح کے وقت حضرت کبریٰ کی عمر مبارک ۴۰ سال تھی، آپ بیوہ تھیں آپ کا پہلا نکاہ عتیق بن مائذ مخزومی سے ہوا تھا اس سے کچھ اولاد نہیں ہوئی اس کے فوت ہو جانے کے بعد دوسرا نکاح کا خطبہ حضرت ابو طالب نے پڑھا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، حضور پر نور ﷺ کی توصیف اور آپ کے بلند اقبال ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

حضور پر نور ﷺ کو حضرت کبریٰ سے شدید محبت تھی حضرت کبریٰ نے بھی آپ کی خدمت کا کمال حق ادا کیا، اپنا سارا مال ومتاع آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

## حضور کا اعلان نبوت

جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو سب سے پہلے حضرت کبریٰ نے اسلام قبول کیا، اس پر سب کا اتفاق ہے۔

"جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دی تو ہر قبیلہ میں سے اللہ تعالیٰ کے کچھ بندوں نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہی، سب سے پہلے صدیقہ النساء حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں۔ اور صدیقیت کے تمام تقاضوں کو پورا کیا۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں جو دین ان کی طرف سے آیا اس کی تصدیق کی۔ (مختصر سیرت الرسول، ص ۱۴۸)

امام ابن اثیر لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کی سب مخلوق میں سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کوئی مرد اور کوئی عورت آپ سے پہلے مسلمان نہیں ہوئی۔ (الکامل جلد ۲ ص ۳۷)

پہلی بار نزول قرآن کے بعد حضور پر نور ﷺ جب گھر میں تشریف لائے اور سارا ماجرہ سنایا نیز فرمایا "مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تو انہوں نے آپ ﷺ کو بشارت دی اور کہا بخدا!! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا آپ ایسے اخلاق فاضلہ، خصال حمیدہ اور اوصاف کریمہ کا حامل کبھی ذلت کا منہ نہیں دیکھتا، انہوں نے اپنی کمال دانشمندی سے معلوم کر لیا تھا کہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ، عزت افزائی، تائید اور احسان الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں۔ صرف اعمال بد اور عادات قبیح کا بدلہ ہی رسوا کن عذاب کی صورت اختیار کرتا ہے آپ اسی عقلمندی اور صدیقیت کی وجہ سے اس بات کی مستحق ہوئیں کہ اللہ

تعالیٰ نے ان کو اپنے دو رسولوں جبرائیل اور محمد ﷺ کی معرفت سلام بھیجا اور رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ ان کو جنت میں موتیوں کے گھر کی خوشخبری دیں جس میں نہ کسی طرح کی کچھ تھکاوٹ ہوگی اور نہ کسی قسم کا شور و غل ہوگا۔ (سیرت الرسول، ص ۱۴۹)

آپ ایک مرتبہ حضور ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس بھی لے گئیں جنہوں نے حضور کے احوال کا مشاہدہ کر کے تصدیق کی کہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔ (بخاری شریف)

انہوں نے یہ بھی کہا کہ کاش آج میں جوان ہوتا اور حضور کی خدمت کرتا کاش میں زندہ رہتا کہ آثار نبوت سے فیضان پاتا، نیک مرد ورقہ اس واقعہ سے تھوڑے دنوں بعد ہی واصل بحق ہوا، نبی ﷺ نے خواب میں اسے اچھی حالت میں معائنہ فرمایا۔ (رحمۃ للعالمین، جلد ۲، ص ۱۴۳)

## حضرت کبریٰ کی جان نثاری

امام ابن ہشام لکھتے ہیں :

حضور ﷺ پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آئیں تو حضور ﷺ کی تصدیق اور نبوت کی جملہ ذمہ داریوں میں آپ کا حوصلہ بڑھاتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اپنے محبوب کا بوجھ ہلکا کر دیا، جب کفار مکہ حضور ﷺ کے ساتھ بدکلامی کرتے یا جھٹلاتے تو حضور کو بہت غم ہوتا لیکن جب حضور گھر تشریف لاتے تو آپ کی طرز گفتگو سے تمام غم دور ہو جاتے، وہ حضور کو استقامت پر ابھارتیں، غم کو ہلکا کرتیں، حضور کی تصدیق کرتیں اور اس طرح لوگوں کی طرف سے آنے والے دکھ کا مداوابن جاتی تھیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۱، ص ۲۵۹)

ان سے نکاح کے بعد حضور فکر معیشت سے آزاد ہو کر ذکر ربانی میں ہمہ

تن مصروف ہو گئے پانی کی مشک اور ستوؤں کی تھیلی لے کر غار حرا میں عبادت کیا کرتے، حضور کی واپسی تک طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ اور ستو تیار کر چھوڑ تیں۔

## حضرت کبریٰ کے خصائص

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے خصائص انہیں دیگر ازواج مطہرات سے ممتاز کرتے ہیں مثلاً

☆ حضور ﷺ انہیں کثرت سے یاد فرماتے ان کے ذکر سے چشم نبوت نمناک ہو جاتی اور ان کے تعلق داروں سے کمال محبت سے پیش آتے۔

☆ آپ پہلی خاتون ہیں جن سے حضور ﷺ نے شادی کی اور ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے ان ہی کا انتقال ہوا۔

☆ آپ کی حیات مبارکہ میں حضور ﷺ نے کسی خاتون سے نکاح نہ فرمایا۔

☆ آپ کی سب اولاد ان ہی کے شکم اطہر سے پیدا ہوئی۔

## حضرت کبریٰ کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے حضرت کبریٰ رضی اللہ عنہا کو گونا گوں فضائل سے سرفراز فرمایا آپ چونکہ عورتوں اور مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئیں اس لئے السابقون الاولون کے خطاب باری کی سب سے زیادہ مستحق آپ کی ذات گرامی ہے اللہ کریم نے آپ کو سلام بھیجا، اپنی رضا و خوشنودی کی بشارت سنائی، آپ کا سارا مال دین اسلام کے لئے وقف تھا اس لئے سخاوت و دریادلی کے جتنے انعامات قرآن پاک میں وارد ہیں ان سے آپ پوری طرح مالا مال ہوئیں۔ حضور ﷺ نے متعدد ارشادات میں آپ کا ذکر پاک فرمایا مثلاً

☆ رسول ﷺ نے فرمایا وہ مجھ پر ایمان لائی جب دوسروں نے کفر اختیار کیا اس

نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا اس نے اپنے مال میں مجھے شریک کیا جب لوگوں نے مجھے اپنے مال سے روکا، خدا نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی، جو کسی دوسری بیوی سے نہ ہوئی۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حسانہ مزنیہ نبی ﷺ سے ملنے آئی، حضور نے نہایت مہربانی سے اس کا حال دریافت کیا کہ ہمارے بعد تمہارا کیا حال ہوا، وہ چلی گئی تو میں نے پوچھا یہ بوڑھی خاتون کون تھی حضور ﷺ نے فرمایا خدیجہ کی سہیلی ہے اسے خدیجہ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ (استیعاب جلد ۲)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت کی عورتوں سے سب سے افضل خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ ہیں۔ (ابوداؤد)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ازواج رسول میں سب سے زیادہ مجھے حضرت خدیجہ کے بارے میں غیرت آیا کرتی تھی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا کیونکہ حضور ﷺ ان کا بہت زیادہ ذکر کرتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ جب کوئی بکری ذبح فرماتے تو گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے گھروں میں ضرور بھیج دیا کرتے۔ (بخاری)

☆ حضور ﷺ نے دنیا میں حضرت خدیجہ کو جنت کا انگور کھلایا" (زرقانی جلد ۳، ص ۲۲۶)

☆ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت خدیجہ کا ہار دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے۔

## حضرت کبریٰ کی اولاد

اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی اولاد کرام کی تعداد چھ ہے۔ جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہوئی۔ حضرت قاسم

حضرت عبداللہ ملقب بہ طیب و طاہر، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم، حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں، اس پر تمام علماء کرام کا اجماع ہے شیعہ حضرات کی کتابوں میں بھی اس کے آثار بکثرت پائے جاتے ہیں۔

"در قرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از رائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند، طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب و تزویج، نمود فاطمہ راحضرت امیر المومنین و زینب را بابی العاص بن ربیع کہ از بنی امیہ بود وام کلثوم را بعثمان بن عفان و پیش از آنکہ بخانہ عثمان برود برحمت الٰہی واصل شد و بعد از او حضرت رقیہ را باو تزویج نمود"

یعنی قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور ﷺ کی اولاد، طاہر و قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب پیدا ہوئی، حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے ہوا حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا، حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا، ام کلثوم کے وصال کے بعد حضور نے حضرت رقیہ کا نکاح بھی حضرت عثمان سے کر دیا۔ (منتہی الآمال جلد ا، ص ۹ ۷، مطبوعہ ایران)

☆ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں۔

"ابن بابویہ بسند معتبر آنحضرت روایت کردہ است کہ از برائے حضرت رسول متولد شد از خدیجہ قاسم و طاہر و نام طاہر عبداللہ بود، ام کلثوم و رقیہ و زینب و حضرت فاطمہ" (حیات القلوب جلد دوم باب ۵۱)

☆ علامہ خراسانی لکھتے ہیں۔

"اما مخدومہ مکرمہ ام کلثوم اسم شریفش آمنہ بود بعد از جناب رقیہ بعثمان تزویج شد لہذا عثمان ذوالنورین مے گویند" مخدومہ مکرمہ ام کلثوم جن کا نام آمنہ تھا کی شادی حضرت رقیہ کے بعد حضرت عثمان سے ہوئی اس لئے عثمان کو "ذوالنورین" کہا جاتا ہے۔ (منتخب التواریخ ص ۲۹)

☆ علامہ طبرسی لکھتے ہیں:

ملک حبشہ کی طرف عثمان اور ان کی اہلیہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی۔ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ ص ۲۲۳)

یہ سب آثار و حقائق شیعہ حضرات کی معتبر و مستند کتابوں میں موجود ہیں ان کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرنا حد درجہ بے ادبی ہے ان کے انکار کی وجہ دراصل یہ ہے کہ کہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مقام ثابت نہ ہو جائے جب ان کے مجتہد اس "مقام ذوالنورین" کا اعتراف کر رہے ہیں تو ان کے انکار کی وقعت ہی کیا رہ جاتی ہے پھر سب سے بڑی شہادت تو قرآن دے رہا ہے جو فریقین کے نزدیک مسلمہ ہے۔ اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے فرمادو، یہاں لفظ "بناتک" وارد ہے جو بنت کی جمع ہے یہ لفظ ہی بتا رہا ہے کہ حضور کی ایک صاحبزادی نہیں ایک سے زیادہ ہیں۔ شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ یہاں بناتا سے مراد "قوم کی بیٹیاں" ہیں ہم کہتے ہیں کہ انہیں بلاوجہ شرعی کے قرآن کے حکم ظاہر کو تبدیل کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے اور یہ قیاس بھی ہے جو ان کے نزدیک نہایت بری چیز ہے تمام اہل سنت وجماعت کی کتابیں اور ان کی اپنی معتبر کتابیں شہادت دے رہی ہیں تو پھر انکار کی کیا وجہ ہے، اور تاویل قرآن کی کیا ضرورت ہے، سچ کہا ہے اقبال نے:

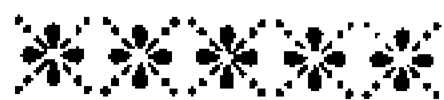
"خود بدلتے نہیں ہیں قرآن بدل دیتے ہیں"

شیعہ حضرات کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اگر حضور کی چار صاحبزادیاں تھیں تو مقام مباہلہ کے وقت باقی تین کہاں تھیں حضور تو صرف حضرت زہرا کو ساتھ لے کر گئے تھے ہم کہتے ہیں کہ اس وقت صرف حضرت زہرا ہی دنیا میں موجود تھیں۔ حضرت رقیہ کا وصال ۳ھ کو ہوا، حضرت ام کلثوم کا وصال شعبان ۹ھ کو ہوا اور حضرت زینب کا وصال ۸ھ کو ہوا۔ جبکہ آیت مباہلہ ان سب کے بعد نازل ہوئی۔

## حضور کبریٰ کا وصال پاک

حضرت کبریٰ رضی اللہ عنہا پچیس سال تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ برس کی عمر پا کر ماہ رمضان المبارک کی ۱۰ تاریخ کو وصال فرمایا۔ حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ کے قبرستان حجون "جنت المعلیٰ" میں خود ان کی قبر مبارک میں اتر کے اپنے مقدس ہاتھوں سے انہیں سپرد خاک کیا، چونکہ اس وقت نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی (سیرت مصطفیٰ ص ۵۱۲ بحوالہ اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۳)

حضور ﷺ نے ان کے وصال کے سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال قرار دیا یہ ان کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کامل محبت اور عظیم وابستگی کی دلیل ہے۔



# باب ۸

## سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

حضور مخدومہ عالم سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال پاک رمضان المبارک کی تین تاریخ کو ہوا۔ اس باب میں حضرت زہراء کے فضائل و خصائل کا خوشبو بار تذکرہ موجود ہے۔

# سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

## نام وولادت

خاتون جنت، مخدومہ عالم حضرت سیدہ، طیبہ، طاہرہ، فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضور سرور عالم ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں آپ کا نام نامی "فاطمہ" اور لقب گرامی "زہرہ اور بتول" ہے۔ نام فاطمہ رکھنے کی وجہ زبان نبوت سے سنیے، حدیث مبارک ہے۔

"میں نے اپنی لخت جگر کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور اس کے ساتھ عقیدت رکھنے والوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرمادیا ہے۔ (کنز العمال جلد ۶، ص ۲۱۹)

اور لقب زہرا کا معنی ہے، پاکیزہ کلی، یعنی باغ رسالت کی اس پاکیزہ کلی کی خوشبو سے پورا زمانہ معطر ہو گیا، پاکیزہ کلی کا استعارہ آپ کے جمال صورت وسیرت کی بھی روشن دلیل ہے لقب بتول کا معنی ہے دنیا سے بے تعلق ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمانے والی۔

حضرت زہراء کی تاریخ ولادت میں علماء کرام کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک اعلان نبوت سے ایک سال قبل ہے اور بعض کے نزدیک ایک سال بعد ہے۔ ابن جوزی کی تحقیق کے مطابق پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ (زرقانی جلد ۳، ص ۲۰۲)

## حضرت زہراء کے فضائل

اللہ کریم نے اپنے محبوب رؤف ورحیم ﷺ کی شہزادی کو بے شمار فضائل سے سرفراز فرمایا قرآن پاک اعلان فرمارہا ہے۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا

یعنی اے محبوب کے اہل بیت! خدا کا تو یہی ارادہ ہے کہ وہ تم سے (ہر قسم کی اعتقادی و عملی) آلودگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاک کر دے جیسے کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ (سورۃ احزاب)

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت پاک نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے ایک منقش چادر میں حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمہ الزہرا، حضرت حسن مجتبیٰ، اور حضرت حسین سید شہداء رضی اللہ عنہم کو داخل فرمالیا اور دست کرم اٹھا کر دعا کی۔

"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص الخاص ہیں، تو ان سے آلودگی کو دور رکھ اور انہیں خوب پاک فرمادے جیسے کہ پاک کرنے کا حق ہے"

اس فرمان پاک کا فیضان تھا کہ حضرت زہرا کو اللہ تعالیٰ نے تمام نسوانی عارضوں سے پاک رکھا۔

جب نجران کے عیسائی علما حضور سرور عالم علیہ السلام کے ساتھ مناظرہ کرنے آئے تو اللہ کریم نے آیت مباہلہ نازل فرمائی۔

"جو تم سے (حضرت عیسیٰ) کے بارے میں جھگڑا کریں جب کہ تمہارے پاس اس کا علم آچکا ہے تو فرمایئے کہ آؤ ہم بلا لائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر ہم عجز کے ساتھ دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں۔ (سورۃ آل عمران)

اس آیت کے نزول پر حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسین کو آغوش نبوت میں اٹھا رکھا ہے ہاتھ میں امام حسن کا ہاتھ ہے، حضرت علی المرتضیٰ اور سیدہ فاطمہ

نجران اسقف میں تشریف فرما ہیں حضور نے فرمایا جب میں دعا کروں تو سب آمین کہیں۔ نجران کے سب سے بڑے پادری نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر وہ پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو ہٹا دے گا لہٰذا ان سے ہرگز ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ تم سب ہلاک ہو جاؤ گے، اور زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا چنانچہ انہوں نے جزیہ دینے کی شرط قبول کر لی۔ (عام تفاسیر قرآن)

☆ اللہ کریم نے فرمایا:

اور جو لوگ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (سورۃ احزاب)

اس آیت میں بھی اہل بیت کرام حضرت علی پاک، حضرت زہرا پاک، اور امام حسن اور امام حسین کی بے مثال سخاوت کا ذکر ہے کیونکہ انہوں نے لگاتار تین روزے رکھے کھانا، مسکین یتیم اور اسیر کو عطا فرما دیا اور خود پانی پر گزارا کرتے رہے۔

یہ آیات قدسیہ خاندان رسالت کی شان میں نازل ہوئیں اب احادیث نبویہ کا مطالعہ کیجئے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (مشکوٰۃ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے فاطمہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو سارے اہل جہان کی عورتوں یا تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک فرشتہ ہے جو پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے میرے پاس آکر سلام کی اجازت طلب کی اور یہ بشارت سنائی کہ فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے

اور حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جنت کی عورتوں میں افضل عورتیں، خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ ہیں" (استیعاب)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے فاطمہ، تم میرے وصال فرمانے کے بعد سب سے پہلے مجھ سے آن ملو گی"۔ (یعنی وصال فرماؤ گی) (مشکوٰۃ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کی عورتوں میں بہترین خاتون میری لخت جگر فاطمہ ہے"۔ (مستدرک حاکم)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے۔

"حضور پر نور ﷺ کو سب سے زیادہ اپنی بیٹی فاطمہ سے محبت تھی اور مردوں میں ان کے شوہر حضرت علی سے محبت تھی" (ترمذی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ فاطمہ کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہو جاتا ہے اور اس کے راضی ہونے سے راضی ہو جاتا ہے"۔ (مستدرک حاکم)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

"حضور پر نور جب سفر پہ روانہ ہوتے تو سب کے بعد اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ سے ملتے تھے"۔ (مستدرک حاکم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے فاطمہ تجھے بشارت ہو کہ (امام) مہدی تیری اولاد سے ہوں گے" (ابن عساکر) تلك عشرة كاملة

# حضرت زہرا کے خصائل

اللہ تعالی نے حضرت زہراء رضی اللہ عنہا کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

☆ میں نے کسی انسان کو نہیں دیکھا جو نشست و برخاست،، اخلاق اور کلام میں رسول اللہ ﷺ سے حضرت فاطمہ کی نسبت زیادہ مشابہ ہو،، (ترمذی)

☆ میں نے فاطمہ سے زیادہ کسی کو فصاحت کا مالک نہیں دیکھا کیونکہ وہ حضور پرنور ﷺ کی شہزادی تھیں۔ (استیعاب جلد ۲)

☆ حضرت زہرا زہد و تقویٰ کا بہترین نمونہ تھیں کیونکہ پروردۂ آغوش رسالت تھیں ایک مرتبہ حضور ﷺ کو سیدہ نے سونے کی زنجیر دکھائی اور عرض کیا کہ حضور! یہ مجھے حضرت علی نے تحفہ میں دی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ کیا تجھے یہ درست دکھائی دیتا ہے کہ لوگ یہ کہیں کہ محمد مصطفے ﷺ کی شہزادی فاطمہ کے ہاتھ میں جہنم کی زنجیر ہے یہ فرما کر حضور تشریف لے گئے حضرت فاطمہ نے اسی وقت زنجیر کو بیچ کر ایک غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا **الحمدلِلهِ الذی نجی فاطمه من النار**، سب ثنائیں اللہ کے لیے ہیں جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات عطا فرمائی۔ (مستدرک حاکم)

☆ حضرت سیدہ نے ایک مرتبہ لونڈی کا تقاضا کیا تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا بیٹی! میں تمہیں ایک چیز عطا کرتا ہوں، وہ یہ کہ رات کو سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہی تمہارے لئے ایک خدمت گزار سے بہتر چیز ہے۔ (بخاری)

☆ حضرت سیدہ، قناعت، فقر محمدی اور صبر و رضا کا مجسمہ تھیں، حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا کہ بیٹی میں نے تیرا نکاح دنیا و آخرت کے سردار کے

ساتھ کیا ہے۔ پس تو اپنے شوہر کے ساتھ قناعت (کی زندگی بسر کر۔)(حلیۃ الاولیاء)

☆ حضور ﷺ نے دنیا کی آسائشوں کی بجائے آخرت و عاقبت کو پسند فرمایا اس لیے کاشانہ نبوت میں تین دن مسلسل گندم کی روٹی کسی نے نہیں کھائی۔(ترمذی)

کئی کئی دن گھر میں چولہا نہ جلتا بس دودھ یا کھجوروں پر گزار ہوتا تھا اس قدسی ماحول میں پل کر جوان ہونے والی سیدہ کے صبر و رضا کا کیا عالم ہوگا، ایک مرتبہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو چہرہ اقدس پر بھوک کے آثار تھے حضور نے ان کے گلے کے نیچے دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی، اے بھوکوں کو کھانا کھلانے والے پستوں کو بالا کرنے والے فاطمہ کو سر بلند کر دے سیدہ کے چہرہ اقدس سے بھوک کے آثار فوراً ختم ہو گئے سیدہ فرماتی ہیں اس واقعہ کے بعد کبھی مجھے بھوک نے تنگ نہ کیا۔(خصائص کبری)

☆ حضرت سیدہ ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرتی تھیں اور آپ کی سب التجائیں امت مصطفویہ کی بہتری کے لئے ہوا کرتی تھیں۔(مدارج النبوۃ)

☆ حضرت سیدہ کے نزدیک عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد انہیں دیکھیں۔ یہ بات سن کر حضور ﷺ نے انہیں داد دی کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔(دار قطنی)

☆ حضرت سیدہ نے اسلام کے لئے بے شمار خدمات انجام دیں جب کفار مکہ حضور ﷺ کو تنگ کرتے تھے تو آپ اپنے والد گرامی کا سہارا بنتی تھیں جب آپ کی عمر نو سال تھی آپ کی والدہ اسلام کی محسنہ حضرت سیدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں، آپ نے اپنی والدہ کے وصال کے بعد حضور ﷺ کے راحت و آرام کا پورا خیال رکھا، اگرچہ عمر مبارک کا ابتدائی مرحلہ تھا، لیکن جذبہ ایمان اور ولولہ اسلام کا منفرد انداز تھا، کفار مکہ نے حضور کی گردن مبارک میں اوجڑی ڈال دی تو حضرت سیدہ نے اپنے ہاتھوں سے گردن مبارک سے اسے دور کیا ہجرت کے بعد ۲ھ کو آپ

کی شادی حضرت علی المرتضیٰ سے قرار پائی جس میں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کبار بطور خاص شریک تھے، حضور ﷺ نے شہزادی اسلام کو جو جہیز دیا اس کی فہرست یہ ہے۔

"ایک کمبل، بان کی ایک چارپائی، چمڑے کا گدا جس میں روئی کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں، دو مٹی کے گھڑے، حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا مکان حضور ﷺ کی نذر کردیا کہ اس میں حضرت علی اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سکونت فرمائیں"

(سیرت مصطفیٰ ص ۱۹۹، بحوالہ زرقانی)

غزوہ احد میں باقی خواتین اسلام کے ساتھ مل کر اسلام کی بقاء و سالمیت کے لئے بنیادی کردار ادا کیا، آپ نے حضور ﷺ کے جسم مبارک پر آنے والے زخموں کو دھویا اور مرہم رکھا، آپ حضور کی خدمت اقدس پر متعین تھیں۔

☆ حضرت سیدہ سے آل رسول کا سلسلہ ذہب جاری ہوا، آپ نے اپنی اولاد پاک کی بہترین تربیت فرمائی، حضرت امام حسن اور امام حسین اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہم کے تاریخ ساز کردار میں یقیناً حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے حسن تربیت کا فیضان ہے، امور خانہ داری میں آپ اپنے شوہر کی از حد تابع فرمان تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکی حیات طیبہ میں کوئی دوسرا عقد نہ فرمایا، (صواعق محرقہ)

حضرت علی فرماتے ہیں، "خدا کی قسم، فاطمہ جنت کا پھول تھیں، ان کے جانے کے بعد بھی میرا دماغ ان کی خوشبو سے معطر ہے۔ (چودہ ستارے ص ۵۱)

حضور ﷺ نے بھی فرمایا ہے، جب میں جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہ کی خوشبو سونگھتا ہوں، اور دہن فاطمہ سے میوہ جنت کا لطف اٹھاتا ہوں۔ (اعلام الوریٰ ص ۹)

حضرت سیدہ گھر کا سارا کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں، چکی پیستی تھیں،

پانی بھرتیں، جھاڑو دیتی تھیں، تنور روشن کر کے خود ہی روٹیاں لگاتی تھیں آپ کا تابناک کردار تمام دنیا کی مسلم خواتین کیلئے مشعل راہ ہے۔

## حضرت زہراء کا وصال پاک

حضور سرور کائنات کے وصال مبارک کا سانحہ تمام اہل محبت کے لئے قیامت سے کم نہیں تھا اس سانحہ کا سب سے زیادہ اثر حضرت سیدہ کے قلب و جگر پر ہوا آپ اکثر یا د رسول میں گریہ زن رہتی تھیں حضور اکرم ﷺ کی قبر انور پہ جا کر مبارک مٹی کو چومتی اور آنکھوں پر لگاتی تھی آپ کے چند اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے تا کہ آپ کی اندرونی کیفیات کا اندازہ لگایا جائے کہ آپ کو کتنا غم تھا۔

☆ ''جس کو احمد مجتبیٰ کے مزار اقدس کی خوشبودار مٹی نصیب ہو جائے، اسے دنیا بھر کی خوشبوئیں پسند نہ آئیں گی، آپ کے جانے سے جو سخت مصائب مجھ پر گرے اگر دنوں پر گرتے تو وہ رات کی صورت بدل جاتے۔ (مدارج النبوت، جلد ۲)

☆ جب شوق زیارت حد سے بڑھ جاتا تو غمناک آنکھوں کے ساتھ آپ کی قبر انور کی زیارت کے لئے آجاتی ہوں اور شکوہ کوتی ہوں جب دیکھتی ہوں کہ آپ کا جواب نہیں ملتا اے بطحا کے مسکین! میری گریہ زاری دیکھیے، تمام مشکلوں میں آپ کی یاد ہی میرا سکون قلب ہے، آپ بظاہر مجھ سے غائب ہیں لیکن میرے دل غمناک سے ہرگز غائب نہیں ہیں آپ کے بعد جینے میں کوئی بہتری نہیں، میں تو اس لئے گریہ زن ہوں کہ کہیں یہ عمر مستعار دراز نہ ہو جائے'' (ایضاً جلد ۲)

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وصال مصطفیٰ کے بعد کبھی حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ کو مسکراتے نہیں دیکھا، سیدہ حضور ﷺ کے بعد چھ ماہ تک اس دنیا میں رہیں۔ (الامامۃ والسیاستہ ص ۱۴ جلد ۱)

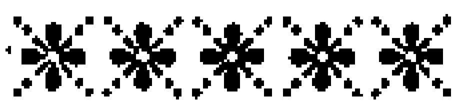
آپ کی عمر مبارک تقریباً بائیس سال تھی، انتقال کے روز آپ نے مبالغہ

سے غسل فرمایا، نماز ادا فرمائی، اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھا اور قبلہ رو لیٹ کر فرمایا میں اپنی جان خدا کے حوالے کرتی ہوں، مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ کی روح پر فتوح کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست کرم سے قبض فرمایا آپ کا یوم وصال تین رمضان المبارک ۱۱ھ ہے۔

حضرت اسماء زوجہ صدیق اکبر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا، نماز جناہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا، آخر میں حضرت اقبال کے گلہائے عقیدت پیش کیے جاتے ہیں۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز ۔۔۔ از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین ۔۔۔ آں امام اولین و آخرین
بانوے آں تاجدار ھل اتیٰ ۔۔۔ مرتضیٰ، مشکل کشا، شیر خدا
مادر آں مرکز پر کار عشق ۔۔۔ مادراں قافلہ سالار عشق
مزرع تسلیم را حاصل بتول ۔۔۔ مادر آں را اسوہ کامل بتول
نوری وہم آتشی فرماں برش ۔۔۔ گم رضایش در رضائے شوہرش
آں ادب پروردۂ صبر و رضا ۔۔۔ آسیا گردان و لب قرآن سرا
رشتہ آئین حق زنجیر پاست ۔۔۔ پاس فرمان جناب مصطفیٰ است

ورنہ گر تو ترتبش گردید ہے
سجدہ ہا برخاک اُو پاشید ہے



# باب ۹

## سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

محبوبۂ محبوبِ خدا اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ وصال فرمایا، اس باب میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و خصائص کے جلوے باصرہ نواز ہیں۔

# سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

## نام ونسب

محبوبہ محبوب خدا، زوجۂ مصطفیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لخت جگر ہیں، ان کی والدہ کا نام ام رومان زینب ہے، یہی وہ خاتون ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی، امہات المومنین میں وہ طیبہ یہی ہیں جن کا پہلا نکاح نبی ﷺ سے ہوا۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۲ ص ۱۴۸)

آپ چھ برس کی تھیں جب حضور پر نور ﷺ نے اعلان نبوت کے دسویں سال ماہ شوال المعظم میں ہجرت سے تین سال قبل ان سے نکاح فرمایا اور شوال ۲ھ میں مدینہ منورہ کے اندر یہ کاشانہ نبوت میں داخل ہوگئیں اور نو برس تک حضور ﷺ کی صحبت سے سرفراز رہیں، ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب سے زیادہ بارگاہ نبوت میں محبوب ترین تھیں۔ (سیرت مصطفیٰ ص ۵۱۴)

## حضرت عائشہ کے خصائص

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے خود اپنے دس خصائص بیان فرمائے ہیں جو انہیں دوسری ازواج مطہرات سے ممتاز کرتے ہیں یہ خوبیاں کسی اور میں موجود نہیں فرماتی ہیں۔

۱) حضور ﷺ نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہ فرمایا۔

۲) میرے ماں باپ دونوں مہاجر ہیں۔

۳) اللہ تعالیٰ نے پاکدامنی کا بیان قرآن میں نازل فرمایا۔

۴) نکاہ سے قبل ریشمی کپڑے پر میری تصویر حضور ﷺ کو دکھائی گئی۔

۵) میں اور حضور ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل کیا کرتے تھے۔

۶) حضور ﷺ نماز تہجد پڑھتے میں آگے سوئی رہتی۔

۷) وصال کے وقت حضور ﷺ کا سر اقدس میری گود میں تھا۔

۸) حضور ﷺ نے میری باری کے دن وصال فرمایا۔

۹) حضور ﷺ کی قبر انور خاص میرے گھر میں بنی۔(زرقانی جلد ۳ ص ۲۲۳)

## حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل قرآن پاک نے بھی اور حضور ﷺ کے فرمان پاک نے بھی بیان فرمائے مثلاً غزوہ انمار سے واپسی پر آپ کی سواری پیچھے رہ گئی منافقین نے آپ کی شان پاک میں گستاخانہ الفاظ کہے، لیکن آپ کی قوت ایمانی اور پاک فطرتی کی عجیب شان تھی، آپ نے حضور ﷺ کے استفسار پر عرض کیا۔

اگر میں اب کہوں گی کہ میں پاک ہوں تو میری بات باور نہ ہو گی اگر میں کسی بات کا اقرار کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل پاک ہوں تو وہ باور کر لی جائے گی، پس اندریں حالات میں اپنے لیے صرف حضرت یعقوب کی مثال پاتی ہوں جنہوں نے کہا تھا کہ صبر کرنا ہی خوب ہوتا ہے۔ اس بارہ میں خدا ہی مددرساں اور کارساز ہے۔(رحمۃ اللعالمین جلد ۲، ص ۱۴۹ بحوالہ بخاری)

اس موقعہ پر حضور ﷺ کے جانثار ساتھیوں نے بھی حضرت سیدہ صدیقہ کی صداقت و طہارت پر حلفیہ بیان دیئے خود حضور ﷺ بھی جانتے تھے کہ حضرت صدیقہ پاکدامن ہیں، اسی لئے فرمایا کہ ''میں اپنی اہلیہ میں سوائے خیر کے کچھ نہیں دیکھتا، لیکن یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خصوصی مقام نصیب ہونا تھا کہ آپ کی برأت و طہارت کا بیان قرآن پاک میں نازل ہوا، حضرت یوسف کی پاکدامنی کی گواہی ایک بچے نے دی، حضرت مریم کی پاکدامنی کی گواہی حضرت عیسیٰ نے دی اور یہ کیسا

کمال ہے کہ حضرت سیدہ صدیقہ کی پاکدامنی کی گواہی خود رب کائنات نے دی اور آپ کی ذات گرامی پر لگنے والے الزام کو بہتان عظیم قرار دیا کیونکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عزت و آبرو کا مسئلہ درپردہ حضور علیہ السلام کی عزت و آبرو کا مسئلہ تھا۔ اللہ کریم نے اس دور کے منافقین سے لے کر قیامت تک کے منکرین کے منہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیئے اور ثابت کر دیا کہ صدیق اکبر کی شہزادی اللہ کے نزدیک صدیقہ ہے کہ جس کی صداقت کا ذکر قرآن فرما رہا ہے۔

ملت اسلامیہ کو تیمّم کی نعمت حضرت صدیقہ کے صدقہ نصیب ہوئی آیت تیمّم کے نزول پر حضرت اسید بن حضر فرماتے ہیں: اے آل ابو بکر یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں، (یعنی اس کے سوا بھی بے شمار برکات سے دامن اسلام بھرا ہوا ہے) (بخاری) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے بیٹی! بے شک تو برکت والی ہے پھر خود سرور کائنات نے اس شان کو "اعظم برکتہ" قرار دیا۔

اب حدیث نبوت سے آپ کے فضائل ملاحظہ فرمائیے۔

☆ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا، اے عائشہ! میں تین شب تجھے خواب میں اس طرح دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ حریر سفید کے پارچے میں تیری تصویر کو سامنے لاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ حضور کی بیوی ہے اور میں تصویر کا پردہ اٹھا کر دیکھتا تھا جو بالکل تیرا ہی چہرہ ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر یہ اطلاع اللہ کی جانب سے ہے تو وہ خود ہی اسے پورا کر دے گا۔ (بخاری و مسلم، رحمۃ اللعالمین جلد ۲ ص ۱۴۹)

☆ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا، عائشہ کو سب عورتوں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر۔ (بخاری)

☆ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا، میں عائشہ کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت بھی مجھ پر وحی کا نزول ہوتا ہے مگر دیگر ازواج کے بستروں پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے فاطمہ! کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی جس سے میں محبت رکھتا ہوں، عرض کیا، کیوں نہیں؟ فرمایا پھر عائشہ سے محبت رکھا کر۔ (مشکوۃ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ! یہ جبریل ہیں جو تجھے سلام کہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے عائشہ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ دنیا و آخرت میں میری زوجہ ہے۔ (کنز العمال)

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ کو سب سے زیادہ حضرت عائشہ صدیقہ سے محبت تھی اور مردوں میں سب سے زیادہ ان کے باپ سے محبت تھی۔ (مدراج النبوۃ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بشر سے فرمایا (کیا ہوا تیرا باپ شہید ہو گیا) کیا تو اس پر خوش نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ تیری ماں ہے۔ (استعاب)

☆ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں حضرت عائشہ کی اوڑھنی کا نشان بنایا جس پر اللہ تعالیٰ نے پہلی فتح عطا فرمائی۔ (سیرت جلد ۲)

☆ وصال کے قریب رسول ﷺ نے حضرت عائشہ کی چبائی ہوئی مسواک استعمال فرمائی، خود فرماتی ہیں اللہ نے میرے لعاب کو حضور کے ساتھ ملا دیا۔ تلك عشرة كاملة

## حضرت عائشہ کے خصائل

حضور ﷺ کی محبت و رافت کی بدولت آپ کے خصائل و اوصاف شمار سے باہر ہیں چند ایک کا ذکر حصول برکت کے لئے کیا جا رہا ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور جان کائنات سے بہت محبت تھی آپ نے عرض کیا حضور! اگر ابو کبیر ہذلی (شاعر عرب) آپ کو دیکھ لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور ہی ہو سکتے ہیں حضور کے ارشاد

پر انہوں نے شعر بھی پڑھ دیئے۔

ومبری من کل غیر حیضة
وفساد مرضعة وداء معضل
واذا نظرت الی اسرة وجهه
برقت کبرق العارض المتهلل

حضور کے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا اور زبان مبارک سے فرمایا جو سرور مجھے تیرے کلام سے ماداہ سرور تجھے میرے نظارہ سے نہ ملا ہو گا۔ (رحمۃ اللعالمین جلد ۲)

☆ جب حضور علیہ پر آیت کریمہ قل لازواجك.......... نازل ہوئی تو حضور نے سب سے پہلے یہ آیت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سنائی اور فرمایا مجھے چھوڑنا چاہتی ہو تو اپنے والدین سے مشورہ کرلو، آپ نے جھٹ سے عرض کیا، کیا میں اس معاملہ میں بھی والدین سے مشورہ کروں گی۔ میں تو (دنیا کی نسبت) اللہ اور اس کے رسول کو ہی اختیار کرتی ہوں۔ (بخاری)

☆ حضرت صدیقہ علم و فضل کا شہکار تھیں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو بھی معانی قرآن، احکام حلال و حرام اور اشعار عرب اور علم الانساب میں عائشہ سے بڑھ کر نہیں پایا، صحابہ کرام کسی بھی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ میں حضرت صدیقہ کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان کے پاس اس مسئلہ کا ضرور علم پایا جاتا تھا، (رحمۃ اللعالمین ص ۱۵۲ جلد ۲)

آپ کی احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے جو سنت میں آپ کی معلومات کی گواہی دے رہی ہیں اور فتاویٰ شرعیہ حل مشکلات علمیہ اور روایت عربیہ اور اشعار و واقعات تاریخیہ کا شمار ان کے علاوہ ہے۔ (سیرت حلبیہ لد ۲)

حضرت صدیقہ، درجہ اجتہاد پر فائز تھیں۔

☆ غزوہ احد میں حضرت ام سلیم اور حضرت عائشہ دونوں اپنے کندھوں پر مشکیں اٹھا کر پانی لاتیں زخمیوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں اس سے ان کے جذبہ اسلام کا علم ہوتا ہے۔

☆ حضرت صدیقہ بہت سخی تھیں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم پیش کیے تو آپ نے سب کے سب راہ خدا میں قربان کر دیئے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲)

☆ حضرت صدیقہ شب زندہ دار تھیں، اکثر روزہ رکھتی تھیں خوف خدا سے لرزتی رہتی تھیں آپ کے نصیحت افروز اقوال بھی پوری امت کی راہنمائی فرماتے ہیں۔
کسی نے پوچھا اے ام المومنین میں نیک کب ہوں گا فرمایا جب تو خود کو برا سمجھے گا، پوچھا میں برا کب ہوں گا، فرمایا جب تو خود کو نیک سمجھے گا۔

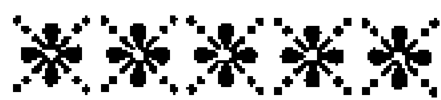
☆ آپ نے فقر محمدی میں زندگی بسر فرمائی، ستر ہزار کی رقم راہ خدا میں تقسیم کر دی اور خود اپنی جیب کو پیوند لگاتی تھیں۔ (حلیۃ الاولیا جلد ۲)

☆ آپ نے ۶۷ غلام آزاد فرمائے اس سے آپ کے جذبہ رحم دلی کا اندازہ کیجئے۔

## حضرت صدیقہ کا وصال مبارک

حضرت صدیقہ نے ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ کو وصال فرمایا، آپ کا وصال نماز وتر کے بعد رات کو ہوا، آپ کے جنازہ میں مسلمانوں کا اتنا ہجوم تھا کہ اہل مدینہ کہتے ہیں اتنا ہجوم پہلے کبھی نظر نہ آیا، نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برات پر لاکھوں سلام



# باب ۱۰

## حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ

رمضان المبارک کی ۱۵ تاریخ کو خلیفہ پنجم امام برحق جگر گوشہ رسول حضرت امام حسن المجتبیٰ کی ولادت باسعادت ہوئی، اس باب میں ان کے فضائل واطوار کی کہکشاں آباد ہے۔

# حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ

## فضائل ومناقب

سبط رسول رحمت، جگر گوشہ خاتون جنت، نوردیدہ تاجدار ولایت حضرت امام سیدنا حسن المجتبیٰ سلام اللہ علیٰ جدہ وعلیہ ۳ھ کو ۱۵ رمضان المبارک کے دن پیدا ہوئے۔(مدارج النبوۃ ۱۹۳)

آپ کے گوش امامت میں حضور سلطان دوسرا علیہ وسلم صلی اللہ نے اپنی زبان رسالت سے اذان کہی۔(جامع الترمذی، سنن ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح)

آپ کی ولادت پہ حضور علیہ وسلم صلی اللہ نے دو بھیڑیں عقیقے کے طور پر ذبح فرمائیں۔ (سنن النسائی)

اور جبریل امین علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا محمد ان اللہ یھنیك بھذا المولود۔یارسول اللہ اللہ تعالیٰ اس بچے کی ولادت پہ آپ کو مبارک دیتا ہے کہ آپ کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے کے نام پر شبر رکھا گیا جس کا معنی حسن ہے۔(خاک کربلا)

حضور علیہ وسلم صلی اللہ کو آپ سے بہت پیار تھا حضور علیہ وسلم صلی اللہ آپ اور آپ کے برادر اصغر شہزادہ گلگوں قبا سیدنا امام حسین سلام اللہ علیٰ جدہ وعلیہ کو اپنے پاس بلاتے، سونگھتے اور اپنے ساتھ چپٹا لیتے تھے۔(جامع الترمذی ابواب المناقب جلد دوم ص ۷۲۳ فرید بک سٹال لاہور)

ان کے بارے میں ارشاد عالیشان ہے۔اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما۔اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور اس سے بھی جو ان سے محبت کرے۔(ایضاً ص ۷۳۱)ایک دفعہ فرمایا ان الحسن و الحسین ھمار

يحانتي من الدنيا۔بے سک حسن اور حسین میرے دنیا کہ پھول ہیں۔(ایضاص ۲،۳۱۷)

حضرت امام حسن سلام اللہ علیٰ جدہ وعلیہ سے زیادہ کوئی بھی امام المرسلین ﷺ کے مشابہ نہیں تھا۔ آپ کی خوش قسمتی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے کہ آپ آغوش رسالت میں پل کر جوان ہوئے آپ حضور ﷺ کی گود میں بیٹھ جاتے حضور ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے۔(مشجر الاولیاء از السید محمد نور بخش قستانی ص ۸۱)

ایک بار حضور ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے کہ حضرت امام آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب گردن پر آئے تو آپ نرمی سے ان کو اٹھا لیتے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا" یارسول اللہ جتنا آپ کو اس بچے سے پیار ہے کسی اور سے نہیں" آپ نے فرمایا:

بے شک یہ میرا پھول ہے ، اور یہ میرا بیٹا سردار ہے اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسل سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرادے"(ایضاص ۸۲)

حضرت امام ابو عیسیٰ محمد الترمذی المتولد ۲۰۹ھ المتوفی ۲۷۹ھ نے اس طرح روایت فرمایا ہے۔

بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دوگروہوں میں صلح کرائے گا۔(جامع الترمذی ۲، ۳۲۷)

اور پھر ایسا ہوا بھی، جب اہل اسلام ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، یہود و خوارج کی فتنہ سامانیوں سے دامن اسلام تار تار ہوا چاہتا تھا۔ تفرقہ بازی کے گھمبیر سائے پھیلتے جارہے تھے پرستاران جہالت پھر سے اٹھنے کے لئے پر تول رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ زمانہ پھر تاریکیوں اور روح فرسا خزاؤں کا شکار ہو جاتا آپ نے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا آپ نے مسند خلافت سے اترتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"لوگو! خلافت ہمارے اور امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے درمیان متنازعہ

فیہ مسئلہ ہے۔ وہ اس کے واقعی حقدار ہیں یا میں ہوں، دونوں صورتوں میں میں رسول اللہ ﷺ کی امت کی اصلاح اور تم لوگوں کو خونریزی سے بچانے کے لئے اس خلافت سے دست بردار ہوتا ہوں" (تاریخ اسلام از معین الدین ندوی ص ۱،۳۸۶)

اس صلح نامہ کے بعد آپ کے اور امیر معاویہؓ کے مراسم و تعلقات بہت اچھے رہے معاہدے کے مطابق آپ کا وظیفہ مقرر تھا اور کبھی کبھی امیر معاویہؓ آپ کی خدمت میں نذرانے بھی ارسال کرتے رہتے "ایک بار بھیجے گئے نذرانے کی مالیت چالیس کروڑ تھی" (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح ۸،۴۶۱)

حضرت امام حسینؓ کا وظیفہ بھی بیس ہزار درہم سالانہ تھا، اہل تشیع کی معروف کتاب ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۸۷ پہ مرقوم ہے "ومقرر داشت کہ ہر سال ہزار ہزار درہم از بیت المال بہ حضرت او برندو بیرون ایں مبلغ ہمولیت خدمتش رابہ عروض و جوائز متاثرہ متواتر میداشت" اور امیر معاویہ کا معمول تھا کہ ہر سال ہزار ہزار درہم بیت المال سے حضرت امام پاک کی خدمت میں ارسال کرتے۔ علاوہ ازیں بہت سے تحائف بھی متواتر بھیجتے رہتے تھے۔

یہ آپ کی صلح پسندی کا فیض تھا کہ مسلمان امیر معاویہؓ کے جھنڈے تلے جمع ہوئے اور ایک بار پھر دنیائے کفر پہ سورج کی ضوبار کرنوں کی طرح چھا گئے مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن سوار بر صغیر پاک و ہند پر حملہ آور ہوئے تو عقبہ بن نافع شمالی افریقہ کے صحراؤں کو روندتا ہوا بحر اوقیانوس کی ہولناک لہروں سے جا ٹکرایا۔ سعید بن عثمان اور عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید نے ترکستان اور دیار روم پر کامیاب حملے کیے۔

حضرت امام پاک سلام اللہ علیٰ جدہ و علیہ کے خلفائے راشدین کے ساتھ بھی بہت اچھے تعلقات تھے خلفائے کرام شہزادہ رسول سے بہت محبت فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبرؓ نے پیار کرتے ہوئے فرمایا "یہ بچہ تو نبی ﷺ کے مشابہ ہے

(بخاری شریف) آپ کے کہنے پر ایک مرتبہ فاروق اعظمؓ منبر رسول سے اتر آئے۔ (صواعق محرقہ ۱۰۵، تاریخ الخلفاء ص ۵۵) آپ شہادت عثمان غنیؓ کے وقت ان کے گھر کا پہرہ دے رہے تھے (مشجر الاولیا) خلفائے راشدین راہ ہدایت کے روشن مینار تھے اسی لئے آپ ان کی اتباع کو امیر معاویہؓ کے سامنے ضروری قرار دیا، اہل تشیع کی معروف کتاب کشف الغمہ جلد اول ص ۵۷۰ پر مرقوم ہے۔

علی ان یعمل فیھم بکتاب اللہ وسنتہ رسول اللہ وسیرت الخلفاء الرشدین

امیر معاویہ پرلازم ہے کہ وہ کتاب و سنت اور سیرت خلفائے راشدین پر عمل پیرا ہوں۔
اگر آپ کے نزدیک خلفائے ثلاثہ کی سیرت قابل اتباع نہ ہوتی تو اس کا کتاب و سنت کے ساتھ نام ہی کیوں لیتے ؟

آپ کو زہر دیا گیا جس کی وجہ سے ۲۸ صفر المظفر ۵۰ھ کو شہید ہو گئے بعض لوگ قیاس آرائی کرتے ہوئے آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے آپ کو زہر دیا تھا یہ بات تحقیق کے خلاف ہے۔ عہد حاضر کے مشہور مورخ جناب عبداللہ ملک صاحب لکھتے ہیں"۔ بعض روائتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر معاویہؓ کے اشارے سے آپ کو زہر دیا گیا تھا لیکن اس کی کوئی اصل نہیں ہے یہ محض امیر معاویہؓ کے مخالفین کا پروپیگنڈہ معلوم ہوتا ہے۔ (تاریخ اسلام ص ۴۵۵)

**نوٹ** : اس امر کی تحقیق تحفہ جعفریہ جلد پنجم مولفہ مولانا محمد علی نقشبندی صاحب مدظلہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض حضرت امام پاک ایک عظیم شخصیت کے حامل تھے اس عاجز نے عرض کیا ہے۔ ؎

منزل عشق و محبت رانشاں | آں امام نوجوانان جناں
صورتش جلوه ختم الرسلین | الفتش، نور ہدائے دو جہاں
جان زہرا، سرور اہل نظر | کاروان شوق راہ راہ اماں
آں گلاب خوشتر گلزار دیں | شان دین و نقطہ پرکار دیں

## خصائل وعادات

حضرت امام پاک سلام اللہ علیٰ جدہ وعلیہ کے اطوار وافکار اہل دل کے لئے سرمایہ حیات ہیں۔ حضرت سرِ حلقہ اولیا کرام، خواجگان سید ابوالحسن علی بن عثمان المعروف بہ داتا گنج بخش ہجویری رضی اللہ عنہ المتوفی فرماتے ہیں۔ ''حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو طریقت پر نظر غائر حاصل تھی اور اس موضوع پر ان کے دقیق نکات بکثرت ہیں'' (کشف المحجوب ص ۴۲)

ذیل کی سطور میں ہم آپ کی پر انوار سیرت پر تبصرہ کرتے ہیں جس میں اول تا آخر طریقت کے بڑے بڑے اصول کار فرما ہیں اور جو ہر شعبہ حیات کے لئے مشعل راہ ہے۔

## وسعت علم وفکر

خاندان نبوت کا ایک ایک فرد علم و فکر کی دولتوں سے مالا مال تھا بچے بچے پر مدینۃ العلم اور باب العلم کا فیضان جھلکتا ہوا محسوس ہوتا تھا اس میدان میں حضرت امام پاک منفرد حیثیت کے مالک تھے وقت کے بڑے بڑے عالم آپ کے علم و فکر سے مستفیض ہوتے حضرت امام حسن بصریؒ کو کون نہیں جانتا، دنیا روحانیت کی مانی ہوئی شخصیت ہیں ان کو جب مسئلہ قدر و قضا میں الجھن ہوئی حضرت امام پاک سے رجوع کیا مسئلہ لکھنے کے بعد یہ الفاظ لکھے۔

''آپ فرزند پیغمبر ﷺ ہیں اللہ نے آپ کو علم دیا ہے وہ آپ کا محافظ ہے آپ خلقت کے محافظ اور گواہ ہیں''

حضرت داتا گنج بخشؒ یہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

''حضرت حسنؓ کا مقام علم حقائق واصول میں اتنا بلند تھا کہ حسن بصریؒ کو ان کی وسعت علم سے مستفید ہونے کی ضرورت پڑی (کشف المحجوب ص ۱۴۴)

حضرت علامہ ابن طلحہ شافعی فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے آیت قدسیہ شاہد و مشہود کی تفسیر پوچھی تو حضرت ابن عمرؓ نے شاہد سے یوم جمعہ اور مشہود سے یوم النحر مراد لیا جبکہ ابن عباسؓ نے شاہد سے یوم جمعہ اور مشہود سے یوم عرفہ، وہ شخص حضرت امام پاک کے پاس بھی حاضر ہوا اور ان الفاظ قرآنی کی تفسیر پوچھی آپ نے فرمایا شاہد سے رسول اللہ ﷺ اور مشہود سے یوم قیامت مراد ہے اور دلیل کے طور پر ان آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی **انا ارسلنك شاهد**............ ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا۔

یہاں شاہد حضور ﷺ کو کہا گیا ہے اور **ذلك يوم مجموع له الناس وذالك يوم مشهود**۔

یہ وہ دن ہو گا جس دن تمام لوگوں کو جمع کیا جائے گا یہی وہ مشہود ہے سائل نے خود ہی فیصلہ کر لیا کہ فکان قول الحسن احسن کہ امام حسن رضیؓ کا قول عمدہ ہے۔
(مطالب السول ۲۲۵)

حضرت امام عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں کہ امام حسنؓ کا بچپن دوسرے بچوں سے منفرد تھا وہ اس لئے کہ ان الحسن یطالع لوح المحفوظ وہ عالم شیر خوارگی میں ہی لوح محفوظ پر نظر رکھتے تھے۔

## زہد و عبادت

حضرت امام پاک بہت عابد و زاہد تھے بیس سال تک پیدل مکہ مکرمہ کا سفر اختیار فرماتے رہتے حالانکہ آپ کے پاس بہترین سواریاں موجود تھیں۔ (شجر اولیاص ۸۴)

خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ وضو فرماتے تو رنگ زرد ہو جاتا۔ استفسار پہ فرماتے کہ میں ایک زبردست بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں۔ (ایضا) جب مسجد میں جاتے تو کہتے "اے اللہ! تیرا بندہ تیرے دروازے پر آیا ہے اے محسن! خطا کرنے والا حاضر ہے۔ میری خطاؤں کو معاف کر دے (ایضاً) نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جسم اطہر پر لرزہ طاری رہتا (بحار الانوار، روضۃ الواعظین) "اکثر موت، عذاب قبر، صراط اور بعث و نشور کا ذکر کر کے رویا کرتے تھے" (بحار الانوار) قیام مدینہ کے دوران آپ کا اکثر وقت عبادت و ریاضت اور تعلیم و تبلیغ میں بسر ہوتا تھا۔ (تاریخ اسلام ص ۴۵۴)

## شان سخاوت

تمام اہل بیت اطہار کی عظیم صفت ہے ان کی بارگاہ میں دست طلب پھیلانے والا کوئی بھی ہو خالی نہیں لوٹتا، ایک آدمی نے حضرت امام پاک سے کچھ مانگا تو آپ نے پچاس ہزار درہم اور پانچ سو اشرفیاں دے دیں اور فرمایا مزدور بلا کر یہ مال اٹھوا دیا بعد میں اپ نے مزدور کی مزدوری بھی اپنا پیراہن بیچ کر ادا کر دی۔ (مراۃ الجنان ص ۱۲) ایک مرتبہ ایک سائل خدا سے دس ہزار درہم مانگ رہا تھا آپ نے اس کی التجا سنی اور گھر آ کر اسے وہ رقم بھجوا دی (نور الابصار ص ۱۲۲) آپ نے اپنا سارا مال راہ خدا میں تقسیم کر دیا" سالانہ وظیفے کا بیشتر حصہ مسکینوں اور حاجتمندوں پر خرچ کر دیا جاتا تھا۔ (تاریخ اسلام ص ۴۵۴)

## حلم و اخلاق

حضرت امام پاک حلم و اخلاق میں اپنے جد امجد حضور سرور دو عالم ﷺ کا مظہر تھے جب آپ نے حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت فرمائی تو بعض لوگوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ لوگ آپ کو مذل المومنین (مومنوں کو رسوا کرنے والے) عار المسلمین (ننگ مسلمین) جیسے برے القاب سے پکارا کرتے تھے مگر آپ نے نہایت صبر و سکون کے ساتھ ان گستاخیوں کو برداشت کیا لیکن سیاست میں

حصہ نہیں لیا۔ (تاریخ اسلام ص ۳۸۸ از شاہ معین الدین ندوی)

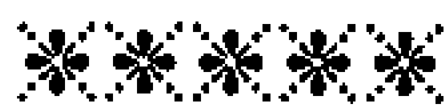
آپ عفوودرگزر میں اپنی مثال آپ تھے نماز کے دوران ایک آدمی نے آپ پر خنجر سے حملہ کر دیا نماز سے فارغ ہو کر آپ نے صرف اتنا فرمایا "اے اہل عراق ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرو، ہم تمہارے امیر ہیں اور تمہارے مہمان ہیں" (صواعق ص ۱۳۱ از علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ) آپ کے وصال مبارک پہ مروان بن حکم ۶۵ھ نے رو کر آپ کے حلم کا یوں اعتراف کیا "میں اس شخص سے (زیادتی) کرتا تھا جو سب سے زیادہ حلیم تھا (ایضاً ص ۱۴۰) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں پوچھا کہ آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا "نام پوچھ کر کیا کریں گے؟ عرض کی قتل کروں گا" فرمایا "اگر میرا قیاس صحیح ہے تو خدا بہتر بدلہ لینے والا ہے غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری وجہ سے ناحق مارا جائے" (تاریخ اسلام ۴۵۵ خلفائے رسول ص ۲۳۲ از خضر حسین شاہ) آپ کا یہ ارشاد آپ کے کمال حلم صبر اور مقام رضا پہ روشن دلیل ہے۔

## صلح جوئی

آپ کی اس صفت مبارکہ کا ذکر حدیث مصطفیٰ (ﷺ) میں ہے نامور مورخ جناب عبداللہ ملک صاحب رقمطراز ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ طبعاً صلح جو اور امن پسند واقع ہوئے تھے وہ جنگ و جدل سے سخت متنفر تھے اور مسلمانوں کی باہمی خونریزی کو ناپسند کرتے تھے نیز مسلمانوں کی قیمتی جانوں کے عوض خلافت خریدنا نہیں چاہتے تھے۔ (تاریخ اسلام ص ۴۵۴)

تاریخ شاہد ہے کہ آپ کی تجہیز و تکفین پر بھی مروان بن حکم کی شرارت سے فتنہ برپا ہونے لگا تھا مگر خاندان اہل بیت کے صبر و حلم کی وجہ سے بات ٹل گئی۔



# باب ۱۱

## رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

اس باب میں رمضان المبارک میں وصال فرمانے والے افراد اہل بیت کے خاندان صداقت مآب کے ساتھ تعلقات کو بیان کیا گیا ہے جنہیں دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ وہ لوگ رحماء بینھم کی عملی تصویر تھے۔

# حضرت زہرا رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ
# اور
# خاندان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

آل رسول ﷺ کی محبت و مودت کے کچھ دعویدار یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت زہرا، حضرت علی اور خاندان صدیق اکبر کے درمیان بہت اختلاف تھے جبکہ حقائق ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ وہ پاکیزہ سیرت لوگ رحماء بینھم کی نص قطعی کے مطابق آپس میں بریشم کی طرح نرم تھے ان حقائق کا مشاہدہ کیجئے۔

## ا۔ حضرت صدیقؓ کا ارشاد

حضرت صدیق اکبرؓ، آل رسول ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں "والذی نفسی بیدہ القرابة رسول اللہ ﷺ احب الی ان اصل من قرابتی" اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے اپنے اقرباء سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے اقربا محبوب ہیں۔ (بخاری شریف)

## ۲۔ حضرت علیؓ کا ارشاد

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں "اور اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اخلاص رکھنے میں سب سے بڑھ کر خلیفہ صدیق تھے، اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق تھے، مجھے اپنی جان کی قسم ان دونوں کا مقام اسلام میں عظیم ہے ان کی وفات سے اسلام کو شدید نقصان ہوا، اللہ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے اور ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے۔ (شرح نہج البلاغۃ جز ۱۳ مطبوعہ ایران)

## ۳۔ حضرت عائشہؓ کا ارشاد

حضرت جمیع ابن عمیر فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس گیا میں نے پوچھا کون شخص نبی اکرم ﷺ کو بہت پیارا تھا آپ نے فرمایا فاطمہ میں نے کہا مردوں میں فرمایا ان کے خاوند (علی) (ترمذی، مشکوٰۃ)

## ۴۔ حضرت زہراؓ کا وعدہ

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی شہزادی سیدہ زہرا سے وعدہ لیا کہ کیا تم اس کو محبوب نہ رکھو گی جس کو میں محبوب رکھتا ہو جناب زہرا نے جواب دیا کیوں نہیں؟ فرمایا تو عائشہ سے محبت کرو۔ (مسلم مشکوٰۃ)

## ۵۔ حضرت زہرا کے نکاح کا واقعہ

شیعہ حضرات کی کتاب جلاء العیون (اردو) میں لکھا ہے۔

ایک دن ابو بکرؓ، عمرؓ اور سعد آپس میں بیٹھے مزاد جت فاطمہ کا ذکر کر رہے تھے کہ ابو بکر نے کہا اشراف قریش نے فاطمہ کی خواست گاری حضرت سے کی اور حضرت نے جواب دیا کہ اس کا اختیار پروردگار کو ہے اور حضرت علی نے اس کے بارے میں حضور ﷺ سے کچھ نہ کہا گمان یہ ہے کہ سوائے تنگ دستی کے اور کچھ مانع نہیں اور جو کچھ ہم جانتے ہیں کہ خدا اور رسول نے حضرت فاطمہ کو علی کے لئے رکھا ہے۔ ابو بکر نے سعد سے کہا اٹھو علی کے پاس چلیں اور ان سے کہیں کہ فاطمہ کی خواست گاری کرو اگر تنگ دستی مانع ہے تو ہم اس بات میں ان کی مدد کریں گے یہ کہہ کر اٹھے اور جناب امیر کے گھر گئے حضرت نے فرمایا کس لئے آئے ہو۔ ابو بکر نے کہا اے ابوالحسن کوئی فضیلت، فضیلت ہائے نیک سے نہیں ہے مگر یہ کہ تم اور لوگوں پر اس فضیلت میں

سابق ہو۔ تمہارے اور حضرت رسول کے درمیان جو رابطہ بہ سبب یگانگی اور مصاحب دائمی و نصر باری اور جو روابط معنوی ہیں وہ معلوم ہیں جمیع قریش نے فاطمہ کی خواست گاری کی مگر حضور ﷺ نے قبول نہ کی پس تم کو کیا چیز فاطمہ کی خواست گاری میں مانع ہے امیر نے ابو بکر سے یہ سنا اور آنسو، چشم ہائے مبارک سے جاری ہوئے اور فرمایا میرا غم اندوہ تم نے تازہ کر دیا ہے، کون فاطمہ کی خواست گاری نہ چاہتا ہوگا۔ لیکن مجھے یہ سبب تنگ دستی اس امر کے اظہار سے شرم آتی ہے پس ان لوگوں نے جناب امیر کو راضی کیا کہ رسول خدا کے پاس جا کر حضرت فاطمہ کی خواست گاری کریں۔ (جلاء العیون اردو ص ۱۸ جلد ۱)۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ کا جہیز خریدنے کے لئے بھی حضرت صدیق اکبرؓ کو منتخب کیا فرمایا اس کا مکمل واقعہ بھی موجود ہے خاندان صدیق اکبرؓ سے آل رسول کی متعدد رشتہ داریاں قائم ہوئیں جو ان کے باہم شیر و شکر ہونے کی دلیل ہیں۔ آل رسول نے اپنی اولاد کے نام بھی خلفاء ثلاثہ کے ناموں پر رکھے۔ یہ بھی محبت و مؤدت کا ثبوت ہے۔

۱۔ حضرت علیؓ نے اپنے تین بیٹوں کا نام ابو بکر، عمر، عثمان رکھا۔

(منتہی الآمال جلد ۱ ص ۳۶ مطبوعہ ایران)

۲۔ حضرت امامؑ حسن نے اپنے دو بیٹوں کا نام ابو بکر، عمر رکھا۔

(کشف الغمہ ص ۵۸۰ جلد ۱، مطبوعہ ایران)

۳۔ حضرت علی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

(تفسیر قمی ص ۵۰۳ جلد ۲، مطبوعہ ایران)

۴۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ و عمرؓ کو اماماں عادلان قاسطان" کے القاب دیئے اور ان کے وصال بالحق کی گواہی دی (احقاق حق ص ۲۶)

۵۔ حضرت ابوبکرؓ کی بہو اور حضرت علی کی بہو شہربانو سگی بہنیں تھیں جن سے پیدا ہونے والے حضرت قاسم اور حضرت زین العابدین آپس میں خالہ زاد تھے۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۹)

۶۔ یاد رہے کہ حضرت ابوبکر کے پوتے قاسم بن محمد حضرت امام جعفر صادق کے نانا محترم تھے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۸۳)

۷۔ امام حسن، حضرت ابوبکر کے بیٹے عبدالرحمٰن کے داماد تھے۔

(شرح ابن حدید جلد ۴ ص ۵)

۸۔ امام حسن کی صاحبزادی کا نکاح حضرت صدیق اکبرؓ کے نواسے عبداللہ بن زبیر سے ہوا۔ (ناسخ التواریخ جلد ۱ ص ۱۷۲)

## اَلْحَمْدُلِلّٰہِ!

فریقین کی مستند کتابوں کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آچکی ہے کہ مشکوٰۃ نبوت سے بلاواسطہ مستنیر ہونے والے وہ مقدس افراد حسد کینہ بغض وعناد جیسی بیماریوں سے پاک تھے ان کا ہر لمحہ حیات اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لئے بسر ہوتا تھا وہ اللہ سے راضی تھے اور اللہ ان سے راضی تھا ان مبارک لوگوں کو اپنے اوپر قیاس کر کے ان کو "خاندانی عصبیت" کا علمبردار سمجھنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے چند تاریخی روایات غلط ہو سکتی ہیں قرآن پاک سے قوت ایمان اور حسن اعمال کی سند حاصل کرنے والے غلط نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام کے ساتھ اچھائی کا وعدہ فرمالیا ہے۔ ہمیں بھی ان کا ذکر اچھائی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

## ۶۔ حضرت زہرا کی تکفین

حضرت سیدہ زہرا کا وصال ہوا تو حضرت صدیق اکبرؓ کی زوجہ اسماء بن عمیس ۔نے آپ کو غسل دیا اور سیدہ کی وصیت کے مطابق ان کا جنازہ تیار کیا۔(سفینہ نوح ص ۵۵)

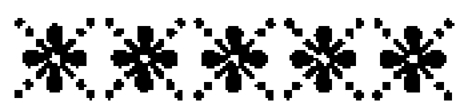
## ۷۔ نماز جنازہ کس نے پڑھائی

سنی اور شیعہ روایات کے مطابق حضرت زہرا کی نماز جنازہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے پڑھائی۔ ابن کثیر لکھتے ہیں "کبر ابو بکر علی فاطمة اربعا" حضرت ابو بکر نے حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ا ص ۹۸، بحوالہ سفینۂ نوح ص ۵۷)

امام علاء الدین کا شانی لکھتے ہی "رُوِیَ اَنَّهٗ صَلّٰی عَلٰی فَاطِمَةَ اَبُوْبَکْرٍ وَکَبَّرَا اَرْبَعًا" علامہ عبدالرحمٰن صفوری لکھتے ہیں "صَلّٰی عَلَیْهَا اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ" (سفینہ نوح ص ۵۷)

شیعہ حضرات نے بھی لکھا ہے۔"اِنَّ اَبَابَکْرٍ هُوَالَّذِیْ صَلّٰی عَلٰی فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ وَکَبَّرَ عَلَیْهَا اَرْبَعًا" بے شک ابو بکر نے حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔(شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید جلد ۴ ص ۱۰۰)



باب ۱۲

# متفرقات

رمضان المبارک تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے اس میں اور بھی بہت سے واقعات منصۂ شہود پر نمودار ہوئے جو ہماری ملت کا سرمایہ افتخار ہیں اور آنے والی نسلوں کو منزل مقصود کی خبر دیتے ہیں ان میں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## طارق سفینہ سوخت

اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حسان بن نعمان جیسے بہادر سپہ سالار نے شمالی افریقہ کا تمام علاقہ اسلامی قلمرو میں شامل کر دیا تھا حسان اچھا سپہ سالار ہونے کے ساتھ اچھا منتظم اور قابل حکمران تھا ولید بن عبدالملک خلیفہ بنا تو اس نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا موسیٰ بھی اپنی گوناگوں صفات کی وجہ سے اسلامی دنیا میں ایک ممتاز شخصیت کا حامل تھا بہادر تھا، فیاض تھا، اس نے آتے ہی افریقہ کی بربری طاقتوں کو کچل کر رکھ دیا، اس زمانے میں اندلس طوائف الملوکی کا شکار تھا، غلاموں اور کاشتکاروں کی حالت نہایت پست تھی، جاگیرداری نظام نے مفلوک الحال طبقے کو پامال کر دیا تھا حکومت وقت عیسائی تھی، جو یہودیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی انہوں نے تنگ آ کر بغاوت بھی کی مگر وہ بری طرح ناکام ہوئے کچھ مارے گئے اور کچھ غلام بنا لئے گئے، اس ظلم اور مذہبی تعصب سے مجبور ہو کر اندلسی رعایا شمالی افریقہ میں آباد ہونے لگی ان مظلوم لوگوں سے موسیٰ بن نصیر نے اندلس کے حالات سنے اور اسے فتح کر کے انسانیت کی خدمت کرنے کا عظیم منصوبہ تیار کیا اسی دوران اندلس کے بے رحم بادشاہ راڈرک نے قیوطہ کے امیر جولین کی نوجوان لڑکی سے شادی کر لی جس کی وجہ سے جولین کے دل میں انتقام کا جذبہ بیدار ہو گیا اس نے راڈرک کا تختہ الٹنے کے لئے موسیٰ سے مدد طلب کی، موسیٰ نے دربار خلافت سے اجازت مانگی تو خلیفہ ولید نے اسے مشروط اجازت دے دی، موسیٰ نے اپنے غلام طریف کو چار سو مجاہدوں کے ساتھ اندلس کے جزائر پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تاکہ انہیں تاخت و تاراج کر کے اندلس کی اصل طاقت کا اندازہ لگایا جائے، طریف کامیاب لوٹا، اس نے بتایا کہ اندلس اسلامی بہادروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا، لہذا ساز گار

فضا دیکھ کر حملہ کر دیا جائے م موسیٰ نے اپنے مشہور غلام اور جرنیل طارق بن زیاد کو سات ہزار بربری فوج کے ساتھ اس تاریخ ساز جنگ کے لئے روانہ کیا جس کے نتیجے میں اندلس صدیوں کے لئے اسلام کی آغوش میں چلا گیا تاریخ میں ہے کہ ساحل پر اترنے سے پہلے اثنائے راہ میں طارق نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ہتھیار لگائے اور کمانیں چڑھائے حالت جنگ میں ہیں حضور فرمارہے ہیں، طارق اسی شان سے قدم آگے بڑھاتے جاؤ، پھر حضور ﷺ نے طارق کو مسلمانوں سے نرمی سے پیش آنے اور وعدے پورے کرنے کی ہدایت کی، اس کے بعد طارق نے دیکھا کہ حضور بمعہ اصحاب اندلس کی سرزمین میں داخل ہو گئے ہیں یہ خواب دیکھ کر طارق کی ہمت بلند ہو گئی، اور اسے اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا۔

طارق نے آبنائے کو عبور کیا کوہ جبرالٹر کے دامن میں ڈیرے لگا دیئے، جبرالٹر والوں نے مزاحمت کی لیکن شکست کھائی، راڈرک ایک لاکھ کا لشکر جرار تیار کر کے مسلمانوں کے مقابلہ میں اتر آیا، طارق نے بھی موسیٰ سے امداد طلب کی، اسے پانچ ہزار سپاہی دیئے گئے، اس طرح اسلامی لشکر کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی، جنگ شروع ہونے سے پہلے طارق نے کشتیاں جلادیں تاکہ مسلمانوں کے لئے دو ہی راستے رہ جائیں، فتح یا موت، مسلمانوں کا جذبہ دیدنی تھا، رمضان المبارک کے نورانی لمحات میں طارق نے رب العزت کی بارگاہ میں التجا کی جسے حضرت اقبال نے اپنے لافانی کلام میں سمو لیا۔

الٰہی یہ تیرے پر اسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذت آشنائی

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

۲۷ رمضان ۹۲ھ کا دن تھا، مسلمانوں کی تعداد کافروں کے مقابلے میں بہت کم تھی، لیکن وہ اس جانفشانی اور سر فروشی سے لڑے کہ اندلس کی ایک لاکھ افراد پر مشتمل فوج کے پاؤں اکھڑ گیے، راڈرک جان بچا کر فرار ہوا مگر دریا میں ڈوب کر مر گیا، یہ عظیم فتح اندلس کی کامیابیوں کا مقدمہ تھی، جس نے مسلمانوں کے لئے ہزاروں راستے کھول دیے، وہ چار حصوں میں تقسیم ہو کر غرناطہ، قرطبہ، طلیطلہ اور دیگر علاقوں کی طرف حملہ آور ہوئے اور سرزمین اندلس کو روندتے چلے گئے، ہر طرف کامیابیوں نے مسلمانوں کے قدم چومے، بعد ازاں موسیٰ خوش اٹھارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وارد ہوا، اس نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو حکمران مقرر کیا جس کے حسن انتظام نے عوام کے حقوق کی نگہداشت کے دیکھتے ہی دیکھتے سارا اندلس اسلام کی فیاضیوں سے مالا مال ہونے لگا ظلم کی جگہ عدل نے لے لی بدحالی ختم ہوئی، خوشحالی کے سوتے پھوٹنے لگے، تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کو محفوظ رکھا گیا، علمی درسگاہیں عام ہونے لگی، گمراہی چھوڑ کر لوگ جوق در جوق دامن اسلام میں پناہ لینے لگے، واقعی اسلام نے اندلس کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔

## فتوحات سندھ کا نظارہ

ولید بن عبدالملک کے زمانے میں تسخیر اندلس کی طرح تسخیر سندھ بھی مسلمانوں کا عظیم کارنامہ ہے جس کی بدولت کفرستان ہند میں آفتاب اسلام کی روشنیاں پھیلانے لگا یوں خلفائے راشدین کے دور مسعود میں اسلامی مملکت کی سرحد پاکستان کی سرحد سے مل گئی تھی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سندھ پر دو مرتبہ حملہ ہوا اور قلات کے ایک حصے پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا لیکن ولید کے دور میں منظم حملہ کیا گیا تھا جس کے دوراثر نتائج برآمد ہوئے، اس حملے کی وجہ یہ تھی کہ کچھ عرب تاجر سراندیپ میں مقیم تھے، ان کی وفات پر وہاں کے رحمدل راجہ نے ان کے اہل و عیال کو

بہت سے تحائف دے کر بصرہ روانہ کیا راستہ میں دیبل کے قریب، بحری قزاقوں نے ان جہازوں پر حملہ کر کے ان مسافروں کا سامان لوٹ لیا اور بچوں عورتوں کو گرفتار کر لیا، ولید کے دست راست حجاج بن یوسف کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے والی سندھ راجہ داہر سے عرب مسافروں کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا اور ان کے سامان واپس کرنے اور بحری قزاقوں کو کیفر کردار تک پہنچانے پر زور دیا، راجہ داہر نے معقول جواب نہ دیا تو حجاج نے عبداللہ اسلمٰی اور بدیل بن طہفہ کی قیادت میں یکے بعد دیگرے دو فوجیں روانہ کیں مگر انہیں شکست ہوئی اس کے بعد حجاج نے اپنے سترہ سالہ نوجوان بھتیجے محمد بن قاسم کو چھ ہزار شامی فوج دے کر سندھ فتح کرنے کے لئے بھیجا، محمد بن قاسم باکردار، ہوش مند، صاحب علم اور حسین و جمیل نوجوان تھا، میدان جنگ کا دھنی تھا اس نے آتے ہی فتوحات کے دروازے کھول دیئے، مکران پر قبضہ کیا ارمابیل کو فتح کرتے ہوئے، دیبل کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا، مسلمانوں نے منجیقوں سے خوب پتھر برسائے، ایک تاریخی منجنیق سے پتھر نکلا اور دیبل کے مندر پر لہرانے والا جھنڈا توڑ دیا، اس جھنڈے کے ساتھ ہی ہندوؤں کی امیدیں بھی ٹوٹ گئیں جبکہ مسلمانوں میں ولولے جوان ہوئے شہر فتح ہو گیا محمد بن قاسم نے وہاں مسجد تعمیر کی، اور چار ہزار سپاہی مقرر کیے پھر وہ نیرون، سیوستان، سیسم کے قلعوں کو روندتا ہوا راجہ داہر کے پایہ تخت کی جانب بڑھتا چلا گیا، یہ ۱۰ رمضان المبارک ۹۳ھ کا دن تھا جب دریائے سندھ کے کناروں نے خون آشام منظر دیکھا، داہر کے چالیس ہزار کے لشکر محمد بن قاسم کے چند ہزار پر مشتمل سپاہیوں کا راستہ روک کر کھڑے تھے، جنگی طبلوں نے فضا میں ارتعاش پیدا کر رکھا تھا، بہادر نعرہ زن تھے، پھر دونوں حریف خیر اور شر کے نمائندے بن کر اس قوت سے ٹکرائے کہ الامان، پہلی صفیں بکھر کر رہ گئیں، پچھلی صفیں اپنے سپاہیوں کی لاشوں کو عبور کرتے ہوئے آگے بڑھیں گھمسان کا رن پڑا، مسلمان برق خاطف کی طرح تڑپ رہے تھے، آج فرزندان توحید نے

ہزاروں بتوں کے پجاریوں کے ناپاک وجود سے خدا کی دھرتی کو پاک کرنے کا عہد کر لیا تھا اور وہ اس عہد کو نبھانا بھی خوب جانتے تھے، آج دار الکفر ہمیشہ کے لئے "باب الاسلام" بننے والا تھا یہ عظیم جنگ مسلسل دو دن جاری رہی، راجہ داہر مارا گیا، اس کے ملک کے اہم ستون گر گئے، شکست خوردہ لشکر نے فرار کا راستہ اختیار کرتے ہوئے قلعہ راوڑ میں پناہ لے لی، مگر تھوڑے ہی عرصے میں وہ قلعہ بھی پکے پھل کی طرح آغوش اسلام میں آگرا، بعد ازاں محمد بن قاسم نے ملتان تک ترک وتاز کی، یہ جنگ فیصلہ کن ثابت ہوئی اور رمضان المبارک کے نورانی لمحات میں عظیم یادگار کی صورت مہکنے لگی، یہی وجہ ہے کہ اسلامیان پاک و ہند اس مہینے میں یوم باب السلام مناتے ہیں اور ان سرفروش مجاہدوں کو سلام نیاز پیش کرتے ہیں جنہوں نے اپنے خون جگر سے گلستان اسلام کی آبیاری کی تھی، محمد بن قاسم اور ان کے بلند کردار مجاہدوں کی شخصیات سے اہل سندھ بہت متاثر ہوئے، ذات پات کی چکی میں پسنے والا معاشرہ اسلام کی کھلی فضا میں سانس لے کر سکون محسوس کرنے لگا، عدل وانصاف کی بہاروں نے ان کے صدیوں کے زخم چند روز میں مندمل کر دیئے۔ وہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے ان کی معاشی حالت، سیاسی حالت اور تہذیبی حالت سنورنے لگی، یہی وجہ ہے کہ اہل سندھ محمد بن قاسم کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے تھے اس کے لافانی کردار کو دیکھ کر ہندو اسے اپنا دیوتا تصور کرتے تھے، محمد بن قاسم نے کشمیر و قنوج تک کے علاقے بھی اسلام قلمروں میں شامل کر لیے تھے افسوس بیگانوں کا یہ "دیوتا" اپنوں کے ظلم و حسد کی تاب نہ لاتے ہوئے عین جوانی میں یہ دنیا چھوڑ گیا، مولا کریم اسے تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین ثواب عطا فرمائے۔

## چراغ دہلی کی ضیاپاشیاں

محبوب الٰہی کے محبوب، چراغ چشت حضرت خواجہ سید نصیر الدین چراغ علیہ الرحمہ کا وصال ۱۷ رمضان المبارک شب جمعہ ۷۵۷ھ کو ہوا اس لئے اس تاریخ

ساز ہستی کے حضور حرف نیاز لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ اور ان کے بعد ولایت دہلی انہی کے سپرد کی گئی، آپ صحیح النسب سید ہیں۔ آپ اودھ کے سادات خاندان میں پیدا ہوئے جس کے جد اعلیٰ سید عبد اللطیف سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے تھے اور انہوں نے لاہور میں قیام کیا تھا، آپ کے والد گرامی سید یحییٰ لاہور میں پیدا ہوئے۔ پھر یہ خاندان اودھ منتقل ہو گیا۔ علم و فضل اور نسبت سادات کی وجہ سے لوگوں نے اس خاندان کا ہر جگہ بہت احترام کیا، نو برس کی عمر میں آپ یتیم ہو گئے، والدہ بہت نیک خاتون تھیں، انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی، آپ کی حالت شروع سے ہی ترک و تجدید کی طرف تھی، آپ ہمیشہ روزہ میں رہتے تھے، کبھی جماعت نماز قضا نہ کی، از خود مجاہدات کی طرف مشغول رہے، چالیس سال تک اسی طرح زندگی بسر ہوتی رہی، اس کے بعد حضور نظام الاولیاء کی بارگاہ میں جانا نصیب ہوا تو گویا راہرو کو منزل مراد مل گئی، آپ بارگاہ شیخ کے آداب میں بہت کوشاں رہتے، ایک واقعہ دیکھئے۔

"کچھ درویش دریائے جمنا میں نہا رہے تھے، کہ ایک کے کپڑے گم ہو گئے، آپ نے سرعت سے اتر کر اسے اپنے کپڑے دے دیئے کہ یہ پہن لے، شور نہ مچا کہ شیخ کی مشغولیت میں خلل واقع ہو گا حضرت پر معاملہ جو منکشف ہوا تو اگلے روز اپنے کپڑے پہنا دیئے۔ (سیر الاخیار، ص ۲۹۸) آپ عظیم اخلاق سے مزین تھے۔

"بہت تقویٰ کے مالک تھے، مزامیر کے ساتھ سماع نہیں سنتے تھے، سلطان جی سے شکایت ہوئی تو انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے اس کا اتقا بہت بڑھا ہوا ہے۔ (ایضاً بحوالہ خیر المجالس)

دشمنوں کے ساتھ بھی بہت اچھا سلوک فرماتے تھے، ایک مرتبہ ایک دشمن

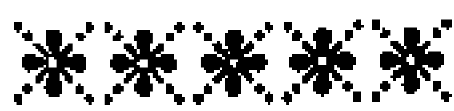
نے چھری سے آپ کو گیارہ زخم لگائے، مریدان با صفا نے اس ستم ظراز کو گرفتار کرلیا، اور سزا دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے عفوودرگزر کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا، ''اسے کچھ نہ کہا جائے'' خود زخموں سے نڈھال تھے، خون جاری تھا اور اسے سامنے لا کر کچھ انعام دیا اور فرمایا کہ بھائی اس کے ہاتھ کو بھی تو تکلیف پہنچی ہوگی۔ ایک مرتبہ کوئی آپ کی پوشاک چرا کرلے گیا، آپ نے کسی سے ذکر نہ کیا۔ (ایضاً ص ۳۹۹، ملخصاً)

آپ بہت فہم وفراست کے مالک تھے، ایک مرتبہ ایک شاہی ضیافت میں آپ کو بلایا گیا، کھانا طلائی برتنوں میں رکھا گیا کہ اگر تناول فرمائیں تو شریعت کے حوالے سے تنگ کریں گے اور اگر نہ تناول فرمائیں تو سلطان وقت کی توہین میں دھرلیں گے، یہ سازش عمر علی سمرقندی اور علی قندھاری نے تیار کی، آپ نے فراست سے سارا معاملہ دیکھ لیا، آپ نے کمال ذہانت سے کام لیتے ہوئے طلائی برتنوں سے کھانا لے کر ہاتھ پر رکھ لیا اور دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر کھانا شروع کردیا اس عمل سے سب شرمندہ ہوگئے۔

غرض آپ ہمہ صفت موصوف تھے، علم میں فضل میں، فقر میں، زہد میں، اپنا مقام رکھتے تھے آپ سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوا، مولوی مغیث نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگادیا اور یہ خبر سلطان تک بھی پہنچادی، آپ نے مولوی مغیث کو بلا کر کہا، اسے باہر نکال دو، چنانچہ وہ تیسرے روز مرگیا۔ (جوامع الکلم، سیر الاخیار ص ۴۰)

آپ نے دہلی میں وصال فرمایا، آپ کا مزار مرجع خلائق ہے، آپ کے خلفاء کرام بالخصوص بندہ نواز سید گیسو دراز محمد حسین علیہ الرحمہ نے آپ کے سلسلہ عالیہ کی خوب ترویج فرمائی اور آپ کے فیضان کو پورے ہندوستان میں پھیلا دیا، آپ واقعی چراغ ہیں جس کی شعاعیں آج بھی تاریک دلوں کو تابانیاں عطا کرتی ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را



# خواجہ محمد نور الدین نقشبندی

ہمارے شیخ کامل قبلہ عالم خواجہ محمد نور الدین نقشبندی برکتی قدس سرہ ایک یگانہ روزگار شخصیت کے حامل تھے آپ نے مشرقی پنجاب ضلع گرداسپور کے ایک گاؤں اوانکھا میں آنکھ کھولی، وہاں جوان ہوئے، سید السادات حضور قبلہ عالم برکت علی شاہ علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے جن کا تعلق خواجہ خواجگان محمد عثمانی دامانی موسیٰ زئی شریف سے قائم تھا، حضرت خواجہ ماعلیہ الرحمہ علم و فضل، زہد و فقر، زکاوت و طہارت، حلم و تقویٰ اور حسن و جمال میں واقعی نور الدین تھے، تقسیم ہند کے بعد علاقہ شکر گڑھ میں نور ہدایت کی تجلیاں پھیلاتے رہے، فقیران در کی جھولیاں بھرتے رہے، آپ نے شریعت و طریقت کی تعلیمات کو عام کیااور ہزاروں بندگان دنیا کو بندگان خدا بنایا، آپ کو حضور سرور عالم ﷺ سے والہانہ محبت تھی اس لئے کثرت سے نعت سنا کرتے تھے، حضور غوث اعظم، حضور مجدد اعظم رضی اللہ عنہما سے بھی بہت پیار تھا، مکتوبات امام ربانی کے درس کا خاص اہتمام فرماتے، صاحب کرامت بزرگ تھے، آپ نے تین رمضان المبارک ۱۹۹۵ء میں روزے کی حالت میں وصال فرمایا، آپ نے اپنے وصال کی پہلے ہی خبر دے دی کہ ایک مسافر تمہارے پاس آئے، اور وہ روزہ دار ہو اور تمہارے پاس اس کا دم نکل جائے تو اس کے منہ میں پانی مت ڈالنا، یہ بات کہہ کر اٹھے اور وضو فرمانے لگے، کہ نماز ظہر کی تیاری کی جائے، اسی دوران آپ کا وصال ہو گیا، لوگوں نے پانی ڈالنے کی کوشش کی تو اہل فراست بول اٹھے کہ ابھی تو حضرت اپنی مثال بیان کر کے اٹھے ہیں، آہ راہ طریقت کا باوقار مسافر ہم سے جدا ہو گیا ہے آپ کا مزار شکر گڑھ کے مرکزی قبرستان میں مرجع خلائق ہے، آپ کے تفصیلی حالات و مقامات اور کرامات کے لئے ہماری کتاب ''مخزن انوار'' مطبوعہ ادارہ تعلیمات

مجددیہ شکرگڑھ کا مطالعہ مفید ہوگا، آپ کے خلیفہ اعظم اور سجادہ نشین حضور قبلہ عالم الحاج محمد لعل الدین نوری بھی اہل علاقہ کے قبلہ آرزو تھے ہر وصف میں شیخ کامل کا ظہور تھے، مولا کریم ان عاشقان باصفا کے درجے بلند فرما اور ہمیں ان کے راستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

## اور پاکستان بن گیا

رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ اسلامیان برصغیر کے لئے بہت اہم ہے کیونکہ اس دن انہیں آزادی کی صبح نور نصیب ہوئی، پاکستان کیسے بنا یہ ایک طویل داستان وفا ہے، البتہ اتنا ضرور کہنا چاہیے کہ یہ ملک خداداد مذہب حق اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر مشائخ طریقت اور عظیم المرتبت علماء شریعت کی شبانہ روز کاوشوں کا نتیجہ ہے، حضرت اقبال علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے دو قومی نظریہ کو سامنے رکھ کر تصور پاکستان پیش کیا، اب کسی رہبر دیدہ ور کی ضرورت تھی، وہ قائداعظم علیہ الرحمہ کی صورت میں مل گیا، قائداعظم کے ساتھ مل کر مشائخ کرام اور علماء عظام نے ہندو اور انگریز کی ہر سازش کو ناکام بناتے ہوئے بالآخر یہ منزل مراد حاصل کرلی، علماء دیوبند نے کانگرس کا ساتھ دیا، مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب اور مفتی محمد شفیع صاحب پاکستان بنانے کے حق میں تھے، باقی یہ ہزاروں دیندار گاندھی کے چرنوں میں بیٹھنا نجات سمجھتے تھے۔

مودودی صاحب بھی متحدہ ہندوستان کے حامی تھے، ابوالکلام آزاد کا بھی سارا زور بیان صرف اور صرف ہندوؤں کی حمایت میں سرگرم تھا، الحمدللہ اہل سنت و جماعت کا دیگر بہت سے صحیح فیصلوں کی طرح تشکیل پاکستان پر بھی اجماع تھا۔ ہمارے ہزاروں لاکھوں علما کرام ہندو اور انگریز کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے یہی

وجہ ہے کہ ہمارے کسی عالم کو بھی سرکار انگریز نے ''شمس العلماء'' کا خطاب جاری نہ کیا اور نہ کسی کو سر کے خطاب سے نوازا، جنہیں نوازا انہوں نے بھی غیرت ملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے واپس کر دیا۔ دوسرے مسلک کے لوگ دھڑا دھڑ ''شمس العلماء'' اور ''سر'' بنتے رہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ پر ''انگریز دوستی'' کا الزام لگایا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کی ایک بھی تحریر ایسی نہیں دکھائی جا سکی جس میں انہوں نے ہندو یا انگریز کی تعریف کی ہو یا ان کا ساتھ دینے یا ان کے خلاف جہاد کو حرام کہنے کا فتویٰ دیا ہو جبکہ دوسرے مسلک کے علماء انگریز کی دریوزہ گری میں ایک سے بڑھ کر ایک ثابت ہوئے، ''تحریک پاک'' میں جس قدر اعلیٰ حضرت کے خلفاء کرام اور تلامذہ عظام نے حصہ لیا وہ اپنی مثال آپ ہے، دراصل مصیبت یہ ہے کہ پاکستان کی مخالفت کرنے والوں نے پاکستان کے اہم معاشی معاشرتی، اور بالخصوص تعلیمی اداروں پر قبضہ کرر کھا ہے، یہ لوگ دروغ گوئی کے عالمی چیمپئن ہیں، اور نہایت ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر کے نئی نسل کے سامنے وہ تاریخ پیش کر رہے ہیں جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اہل سنت نے پاکستان بنایا اور اپنی فطری غیرت مندی اور جذبہ حق گوئی کی وجہ سے فرمارو ایان وطن سے دور رہے جبکہ یہ عناصر حکمرانوں کی خوشامد کر کے مطلب نکالنے کے زبردست ماہر تھے انہوں نے جس ملک کو گناہ عظیم سمجھا تھا اسی گناہ عظیم سے بھرپور فائدہ اٹھایا آج تعلیمی اداروں میں یہی ''پاکستان دشمن'' پوری سرگرمی کے ساتھ قابض ہیں، من مانا نصاب تیار کر رہے ہیں جو زیرو تھے ان کو ہیرو بنا کا پیش کر رہے ہیں۔

آج انبیاء عظام، اولیاء کرام کے خلاف نہایت رکیک جملے لکھنے والے انگریزوں کی حمایت میں جہاد اسلام کو سنگین جرم قرار دینے والے انگریزوں، ہندوؤں کو

چھوڑ کر ہزاروں میل سفر کر کے سرحد کے مسلمان پٹھانوں کے ساتھ جنگ لڑنے والے انگریزوں کے خلاف ابھرتی ہوئی اس سرحدی مسلم طاقت کو کچلنے والے اسماعیل دہلوی اور ان کے پیرو مرشد سید احمد بریلوی "ملت کے شہید" ہیں جنگ آزادی کو "غدر" کہنے والے، اور بغاوت سمجھنے والے، انگریزی میموں کو پناہ دینے والے، قائداعظم کو کافراعظم کہنے والے، حضرت اقبال کے خلاف محاذ کھولنے والے، وطن پاک کو پلیدستان کہنے والے، اور اس "گناہ" میں شریک نہ ہو کر شکر ادا کرنے والے، امت کے لیڈر ہیں جبکہ جنھوں نے تحریک کے لئے جانیں دیں، جنھوں نے لاکھوں روپیہ چندہ جمع کیا، جنھوں نے قائد کے راستے ہموار کیے ان کو فراموش کر دیا گیا ہے، آج ہماری نسل اپنی آزادی کے اصل مجاہدوں کو پہچاننے سے انکار کر رہی ہے، آہ!!

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

اے میری ملت مظلوم کے نوجوانو! تمہارے اصل ہیرو، امیر ملت محدث علی پوری ہیں، تاجدار گولڑہ ہیں، پیر آف مانکی شریف ہیں، پیر سیال ہیں، شیخ شرقپور ہیں، شہنشاہ لاثانی ہیں، شاہ اجمیر ہیں، سید مراد آباد ہیں، شاہ عبدالعلیم میرٹھی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے لاکھوں چاہنے والوں کو تحریک پاک کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ اور اس کے دور اندیش، قائد، محمد علی جناح علیہ الرحمہ پر قربان ہونے کا درس دیا تھا۔

حضرت محدث کچھوچھوی نے فرمایا:

"پاکستان ہماری زندگی ہے، اس کا حاصل کرنا ضروری ہے اس سلسلہ میں مسلم لیگ اگر مطالبہ پاکستان سے دستبردار بھی ہو جائے تو آل انڈیا سنی کانفرنس اس مطالبہ سے دستبردار نہ ہوگی" (سات ستارے ص ۶۸)

حضرت امیر ملت نے فرمایا:

"جمیع مسلمانان ہند سے عموماً اور اپنے یاران طریقت سے خصوصاً جو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں ہیں مکرر اپیل کرتا ہوں کہ اس موقع پر ہر طرح سے مسلم لیگ کی امداد کریں اور میرے متوسلین انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ کی امداد کرتے رہیں گے" (خطبات آل انڈیا کانفرنس، ص ۳۸)

مزید فرمایا:

"مسلمانو! مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ، میرا جو مرید مسلم لیگ کی حمایت نہیں کرے گا وہ مسلمان نہیں ہے، اس وقت دو جھنڈے میں ایک ہلالی پرچم مسلم لیگ کا اور دوسرا کفر کا، اب فیصلہ کرو کہ تم کس کے ساتھ ہو، یہی ایک اسلامی جماعت ہے، سب اس میں شامل ہو جاؤ، کانگرس سے اس بات کی توقع کرنا کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرے گی، فضول ہے" (اکابر تحریک پاکستان ص ۴۷)

حکومت اور کانگرس دونوں کان کھل کر سن لیں کہ اب مسلمان بیدار ہو چکے ہیں انہوں نے اپنی منزل مقصود متعین کر لی ہے اب دنیا کی کوئی طاقت ان کے مطالبہ پاکستان کو ٹال نہیں سکتی، بعض دین فروش نام نہاد لیڈر مسٹر جناح کو برملا گالیاں دیتے ہیں لیکن انہوں نے آج تک کسی کو برا نہیں کہا، یہ ان کے سچے رہنما ہونے کا بڑا ثبوت ہے۔ (قائداعظم اور ان کا عہد، ص ۴۰۵)

سید آل رسول سجادہ نشین اجمیر شریف نے فرمایا:

"میں اپنے اس سلسلہ کی خانقاہوں کے سجادگان سے اپنے جدامجد حضرت خواجہ غریب نواز کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی گدیوں کو چھوڑ کر اس نازک وقت میں اسلام کی خدمت کے لئے نکل آئیں اور مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنانے

کے لئے کمر باندھ کر میدان میں آجائیں" (ایضاً، ص ۴۰۴)

حضرت پیر عبدالرشید سجادہ نشین درگاہ بو علی قلندر نے فرمایا:

"اس وقت مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے اور پاکستان مسلمانانِ ہند کا بہترین نصب العین ہے" (ایضاً ص ۴۰۵)

حضرت ابو الحسنات پیر آف مانکی شریف نے فرمایا:

"اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی ضرورت ہے، ہر مسلمان کو حصول پاکستان کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہیے جہاں وہ عزت اور آزادی سے رہ سکیں"

(اسلام اور قائداعظم، ص ۱۴۲)

ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے حصول کے لئے سوادِ اعظم کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے، ہمارے مشائخ اور علما اور بلند حوصلہ عوام نے قائداعظم کو ہر قدم پر مضبوط سہارا دیا اور انہوں نے دن رات محنت کر کے "اسلام کا قلعہ" تعمیر کر دیا جو آج الحمد للہ! اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی قوت ہے اور یہود و ہنود کے لئے تازیانہ عبرت ہے تاریخ پاک اس بات کی شاہد ہے کہ جن لوگوں نے پاک دشمنی میں ملت فروشی کے "سیاہ کارنامے" سرانجام دیئے تھے آج ان کی نسل ہر اس کام میں پیش پیش نظر آتی ہے جو وطن پاک کے لئے تنزل و انحطاط کا باعث ہو اس اجمال کی تفصیل بہت دردناک ہے، ہم تو یہی کہتے ہیں کہ پاکستان بنانے والوں کے وارث اٹھیں، اکٹھے ہو جائیں اور اپنے اسلاف کے اس مبارک تحفے کی ہر قیمت پر حفاظت کریں جو شب قدر کی نورانی ساعتوں میں نصیب ہوا تھا، آج وطن پاک پر انتہائی مشکل وقت ہے، امریکہ کے عزائم خطرناک ہیں، یہودی، عیسائی، ہندو، سب افغانستان کے بہانے اسلام کی اس واحد "نیوکلیئر پاور" کا صفایا کرنا چاہتے ہیں، جبکہ اندرونی طور پر اس

کے دشمن اس کے استحکام کے لئے خطرہ بنے ہوئے ہیں، کوئی کہتا ہے، اتنے نازک وقت میں بھی الیکشن کرایا جائے، کوئی جلوسوں، ہڑتالوں میں عوام کو گھسیٹ کر اپنے مخصوص بلکہ مذموم ارادوں کی تکمیل چاہتا ہے، اس موقع پر سوادِ اعظم کو ایک کلیدی کردار ادا کرنا ہو گا، عوام کی غالب ترین اکثریت آج بھی اہل سنت و جماعت ہے، ہمارے مشائخ و علما کو چاہیے کہ "عوام کو ساتھ لے کر حکومت وقت کے ساتھ کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کریں کہ اندرونی وبیرونی دشمنوں کی سازشیں نیست و نابود ہو جائیں اور وطن عزیز محفوظ ہو جائے۔ اللہ کرے یہ وطن، صبح قیامت تک قائم رہے۔

## غزالی دوران امام احمد سعید کاظمی

مرجع العلماء سند الفقہا حضور غزالی دوران امام سید احمد سعید کاظمی، قدس سرہ القوی کی شخصیت، عالم اسلام میں نابغہ روزگار ہے، علم و عمل، زہد و طہارت، فکر و فن کے اس مرقع جمال نے ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء بروز بدھ ملتان شریف میں وصال فرمایا۔

جناب شاہد اکبر آبادی نے کیا خوب تاریخ وصال کہی ہے ؎

دیکھا جو مضطرب مجھے تاریخ بول اٹھی
"احمد سعید کاظمی اچھے ہیں خلد میں"

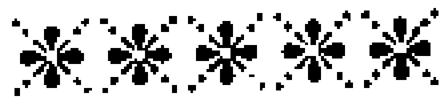
حضرت کاظمی ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو امروہہ ضلع مراد آباد یوپی بھارت میں پیدا ہوئے، آپ کے والد گرامی کا نام سید محمد مختار کاظمی ہے، جو آپ کے بچپن میں ہی راہی ملک عدم ہو گئے، آپ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، والد گرامی کے وصال کے بعد برادر اکبر حضرت سید محمد خلیل احمد کاظمی علیہ الرحمہ کی آغوش محبت میں پروان چڑھے انہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے انہی سے

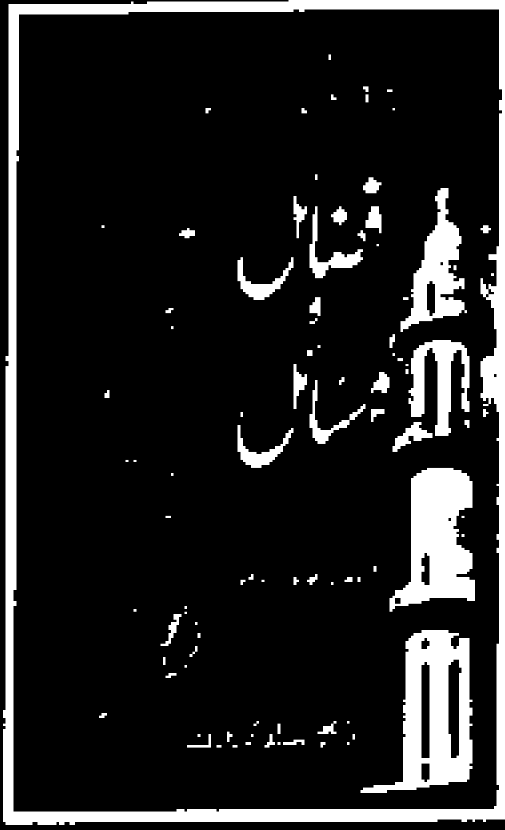
سند فراغت حاصل کی، آپ کی دستار بندی مشہور بزرگ حضرت سید علی حسین شاہ کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے فرمائی، اس تقریب سعید میں وقت کے جلیل القدر علما کرام شامل ہوئے، آپ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں ملتان شریف آئے اور مدرسہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی الحمدللہ! آج یہ مدرسہ ایک اسلامی یونیورسٹی کی صورت اختیار کر چکا ہے جہاں سے علم و عرفان کے ہزارہا چشمے پھوٹتے ہیں، آپ نے تحریک پاکستان میں گرانقدر خدمات انجام دیں، مسلم لیگ کے اسٹیج پر اسلامیان ہند کو پاک وطن کی اہمیت سے روشناس کروایا، ملتان ڈویژن میں طوفانی دورے کئے اور اپنی شعلہ نوائی اور بلند کرداری سے لوگوں کو تحریک کا گرویدہ بنایا، آپ بہت ذہین و فطین عالم دین تھے، بڑے مشکل مسائل کو چند لفظوں میں حل فرما دیتے تھے، آپنے وقت میں اٹھنے والے علمی و فکری فتنوں کو خوب سرکوبی فرمائی کہ امام بریلوی کا قلم یاد آگیا، مودودی پرویزی، موشگافیوں کا منہ بند کیا، دیت و رجم وغیرہ کے سلسلہ میں اجماع امت کے خلاف اٹھنے والی آوازوں کو اپنے علمی وقار کے سامنے مفلوج کیا، سوشلزم جیسے جدید نظریات کو للکارا، جدید مسائل میں اپنی اجتہادی فکر رسا سے قوم کی راہنمائی کی، آپ معتدل مزاج اور اعلیٰ ظرف انسان تھے، کریم النفس اور عجز پسند تھے، علم کا بحر ذخار ہونے کے باوجود خود کو قطرہ تصور کرتے تھے۔ علماء بلکہ طلباء کا بھی از حد احترام کرتے تھے آپ کو جامعہ انوار کے سالانہ جلسوں میں دریاں اٹھاتے ہوئے بھی دیکھا گیا، آپ کے پاس تنقید کا اپنا اسلوب ہے کوئی غلط بات دیکھتے یا محسوس کرتے تو بڑے احسن انداز سے سمجھاتے، سچی بات ہے کہ موجودہ دور میں جتنے اعتقادی فتنے سر اٹھا رہے ہیں، انہیں دیکھ کر حضرت کاظمی کی یاد دوچند ہو جاتی ہے، کاش وہ ہوتے تو ان فتنوں کا سر کچلتے ان کے جانے کے بعد بیگانے تو کھلے ہی تھے کئی اپنوں کی تحریریں

بھی "شتر بے مہار" کی طرح بھٹک رہی ہیں، کوئی علمی محاسبہ کرنے والا نہیں۔

آپ شریعت کے ساتھ طریقت کے بھی شہسوار تھے، آپ کی طریقت میں کوئی تعصب نظر نہیں آتا تمام سلاسل طیبہ کے قدردان تھے۔

کس نے جانا؟ کون تھا، کیا تھا وہ مرد حق نیوش
کیا سمجھ پائے گا کوئی حال و قال کاظمی











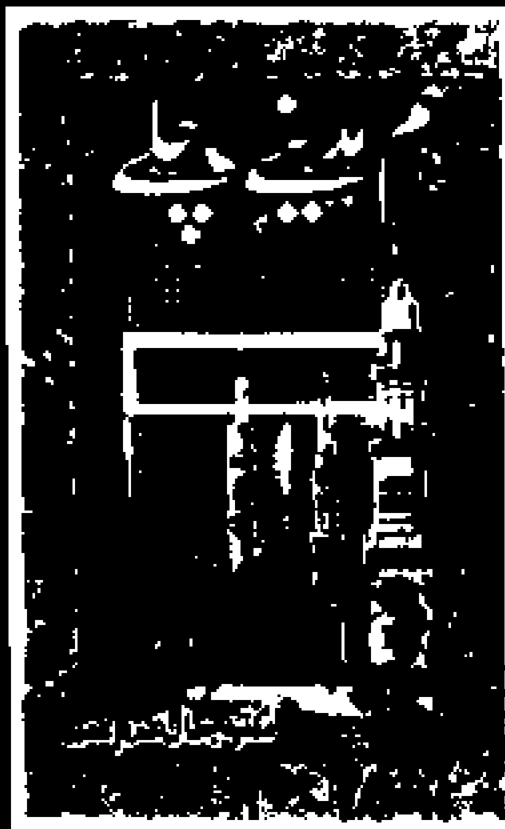
























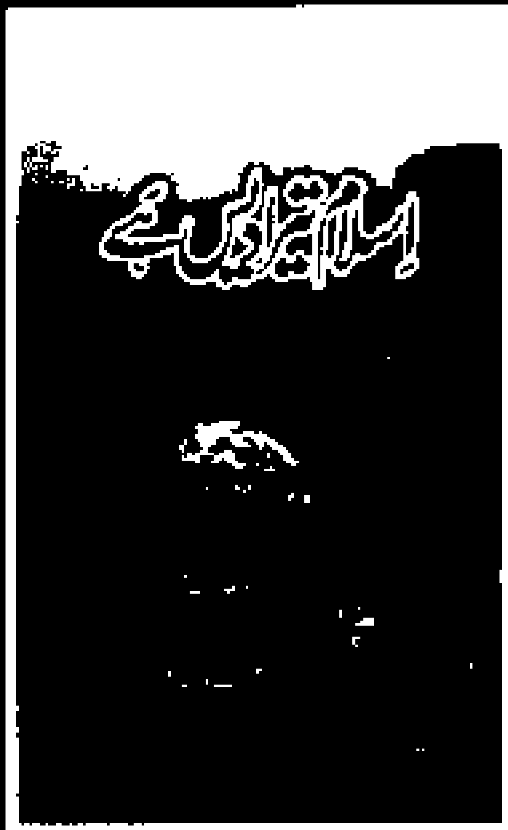



ملنے کا پتہ مکتبہ جمال کرم ... مارکیٹ لاہور





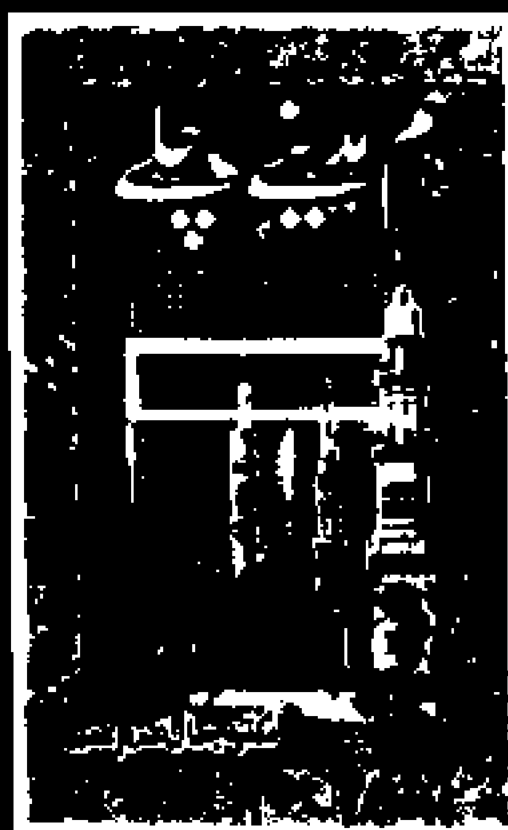




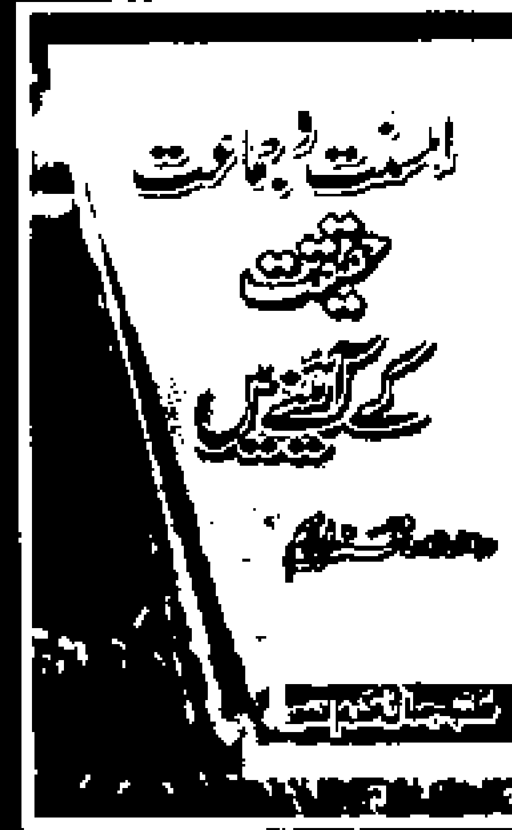



















اچھی کتابیں



پاکیزہ زندگی کیلئے

ملنے کا پتہ **مکتبہ جمال کرم** ... مارکیٹ لاہور